﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21

جمعۃ المبارک 26 ستمبر 2014ء

30 ذوالقعدہ 1435 ہجری قمری ❁ 26 تبوک 1393 ہجری شمسی

شمارہ 39

بے کسی کی دعا

سفر طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ میں پناہ لی اور یہ دعا کی:

اے میرے ربّ مَیں اپنے ضعفِ قوّت اور قلّتِ تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا تُو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بیکسوں کا تُو ہی نگہبان و محافظ ہے اور تُو ہی میرا پروردگار ہے......مَیں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ تُو ہی ہے جو ظلمتوں کو دور کرتا اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 420 باب سعی الرسول الی ثقیف)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

کُل اسباب اسلام کے ضعف کے موجود ہیں اور صلیب کا زور ہے مگر ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کا ارادہ ہو کر رہتا ہے۔

یہ سلسلہ اپنے وقت پر آسمان سے قائم ہوا ہے اگر اَور سب دلائل کو نظر انداز کر دیا جاوے تو صرف وقت ہی بڑی دلیل ہے۔

ایک دلیل سوادِ اعظم کی پیش کرتے ہیں کہ وہ برخلاف ہے۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ مصلح تو اسی وقت آتا ہے جب لوگ بگڑ جاویں۔ اب بگڑے ہوؤں کا اتفاق اور شہادت کیا حکم رکھتی ہے؟۔

یہ زمانہ اسلام کی بہار کا ہے۔ اگر ہم چُپ بھی کریں تو خدا تعالیٰ باز نہ آوے گا۔ اب اس کے فضل کا دروازہ کھل گیا ہے اور خدا نے جو ارادہ کر لیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

’’اگرچہ انگریزوں کی تعلیم کا مضر اثر کتنا ہی کیوں نہ ہو مگر تاہم یہ فائدہ ضرور ہے کہ فہم میں وسعت اور باتوں کے سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے۔ رفتہ رفتہ پیدا ہو ہی جاویں گے۔ وحشی لوگ جن کو کھانے پینے کے سوا اَور کوئی کام نہیں ہے اُن سے انسان کیا کلام کر سکتا ہے۔ اس تعلیمیافتہ گروہ پر اگرچہ دنیا کا حجاب ہے مگر تاہم سعید فطرت لوگ سمجھ سمجھ کر ہماری طرف آرہے ہیں۔ اب ہماری جماعت کا ایک حصّہ انہی میں سے ہے۔ ہم خود تو کسی کو یہاں بیٹھے ہوئے بُلا نہیں رہے آخر خود ہی سمجھ کر آرہے ہیں۔ غرض کہ فہم اور عقل والے پر بڑی اُمید ہوتی ہے۔ نرے ڈنگر (بیل) سے انسان نے کیا بات کرنی ہے۔

لوگوں کو کچھ مُلّانوں نے خراب کیا ہے کچھ جاہل فقیروں نے اور بعض لوگ لنگوٹی پوشوں کے معتقد ہوتے ہیں۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ کے کام رُکا نہیں کرتے۔ اگر ایک شخص زمین پر باغ بناتا ہے تو اوّل دیکھ لیتا ہے کہ باغ کے قابل زمین ہے کہ نہیں۔ اگر اسے بنجر پاتا ہے تو صاف کرتا اور پھوڑتا اور ڈھیلوں کو توڑتا تاڑتا ہے تب باغ بناتا ہے۔ پس وہ مالک الملک جو کہ اب یہ باغ تیار کرنے لگا ہے آخر اس نے دیکھ لیا ہو گا کہ کچھ سعید طبائع بھی ہیں اسی تعلیم کی برکت سے کئی لوگ ہماری کتب کو دیکھ کر ہدایت پا گئے ہیں حالانکہ ابتدا میں سخت مخالف تھے۔

ایک عقلمند بیشک گھبراہٹ میں پڑتا ہے کہ صلیبی فتنے اور کارروائیاں حد درجہ تک ترقی کر چکے ہیں۔ اُن کی کتابیں دُور دُور تک پھیل گئی ہیں۔ مجموعی حالت میں ان کی جان توڑ کوششوں کو دیکھا جاتا ہے تو نا امیدی ہو جاتی ہے کہ الٰہی اُن کا استیصال کیسے ہو گا اور صفحۂ زمین پر توحید کیسے پھیلے گی؟ کُل اسباب اسلام کے ضعف کے موجود ہیں اور صلیب کا زور ہے مگر ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کا ارادہ ہو کر رہتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرة:107) صرف ایک ہی بات ہے جو بھروسہ دلاتی ہے۔ اگرچہ کیسی ہی مشکلات آپڑیں اور عقل فتوے دیوے کہ اب اسلام دوبارہ قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن مَیں اس بات کو نہیں مانتا۔ جب خدا تعالیٰ ارادہ کرتا ہے تو کر کے رہتا ہے۔ اس قسم کی رائیں ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور غلط بھی ثابت ہو رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے کیا ان کی نسبت اہل الرائے کی یہ رائے تھی؟ کون تھا جو یقین کرتا کہ ایک غریب جس کے پاس نہ قوت نہ شوکت نہ فوج نہ مال ہے اور ہر طرف مخالفت ہے وہ کامیاب ہو کر رہے گا اور جو وعدے فتح اور نصرت اور اقبال مندی کے وہ دیتا ہے پورے ہو کر رہیں گے مگر باوجود اس نا امیدی کے پھر کیسی امید بندھ گئی اور تمام وعدے پورے ہو گئے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ:4) کی گواہی مل گئی اور پھر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (النصر:2) کی سورۃ نازل ہوئی۔ ایسے ہی ممکن ہے کہ کوئی ہماری جماعت کا یہ خیال کر بیٹھے کہ اس صلیبی جال کا ٹوٹنا محال ہے مگر مَیں سناتا ہوں کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ ابھی اس کے پاس بہت سی راہیں ہوں گی جن سے یہ فتنہ مٹے گا اور اُن کا ہمیں علم نہیں۔ ہمارا اس بات پر ایمان چاہئے کہ اس کے وعدے برحق ہیں۔ اگر تمام اسباب اس کے منافی نظر آویں پھر بھی اس کا وعدہ سچا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ نہ ہو پھر بھی اس کا وعدہ سچا ہے۔ وعدہ اس کا کمزور ہو سکتا ہے جس کی قدرت اور اختیار کمزور ہو۔ ہمارے خدا میں کوئی کمزوری نہیں ہے وہ بڑا قادر ہے اور اس کی حرکت جاری ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی ایمان کو ہاتھ میں رکھے۔

بعض وقت جماعت پر ابتلا بھی آتے ہیں اور تفرقہ پڑ جایا کرتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مکّہ سے مدینہ اور حبشہ کی طرف منتشر ہو گئے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے اُن کو پھر ایک جا جمع کر دیا۔ ابتلا اس کی سنت ہے اور ایسے زلزلے آتے ہیں کہ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرة:215) کہنا پڑتا ہے اور بعض کا خیال اس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ ممکن ہے وہ وعدے غلط ہوں مگر انجام کار خدا کی بات سچّی نکلتی ہے۔

یہ سلسلہ اپنے وقت پر آسمان سے قائم ہوا ہے اگر اَور سب دلائل کو نظر انداز کر دیا جاوے تو صرف وقت ہی بڑی دلیل ہے۔ صدی سے بیس سال بھی گزر گئے خدا کا وعدہ قرآن شریف اور احادیث میں ہے کہ وہ مسیح صلیبی فتنہ کے وقت پیدا ہو گا۔ اب ان فتنوں کا زور دیکھ لو......کیا اس وقت بھی خدا خبر نہ لے؟ پھر عملی حالت کو دیکھ لو کہ کس قدر ردّی ہے۔ نام کو تو مسلمان ہیں مگر کرتوت یہ ہے کہ بھنگ، چرس وغیرہ نشوں میں مبتلا ہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں ہے؟ عیسائی لوگ بھی منتظر ہیں اور یہی وقت بتلاتے ہیں۔ اہل کشف نے بھی یہی لکھا ہے۔ قرائن و علامات بھی اسی کو بتلا رہے ہیں۔ اگر اس وقت خدا خبر نہ لیتا تو دنیا میں یا ضلالت ہوتی یا عیسویت۔ جو قرآن پر اور اللہ پر ایمان لاتا ہے اسے ماننا پڑتا ہے لیکن جو یہود کی طرح وقت کو ٹالنے والے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔

پھر ایک دلیل سوادِ اعظم کی پیش کرتے ہیں کہ وہ برخلاف ہے۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ مصلح تو اسی وقت آتا ہے جب لوگ بگڑ جاویں۔ اب بگڑے ہوؤں کا اتفاق اور شہادت کیا حکم رکھتی ہے؟......یہ زمانہ اسلام کی بہار کا ہے۔ اگر ہم چُپ بھی کریں تو خدا تعالیٰ باز نہ آوے گا اور اصل میں ہم کیا کرتے ہیں وہ تو سب کچھ خدا ہی کر رہا ہے۔ ہم تو صرف اسی لئے بولتے اور لکھتے ہیں کہ ثواب ہو۔ اب اس کے فضل کا دروازہ کھل گیا ہے اور خدا نے جو ارادہ کر لیا ہے وہ ہو کر رہے گا......ہزاروں نے صرف خواب کے ذریعہ سے بیعت کی۔ کوئی ان کو بتلانے اور سمجھانے والا نہ تھا۔ آخر خدا نے دستگیری کی۔ کیا ہماری طاقت تھی کہ ہم یہ سب کچھ کر لیتے؟ یہ اسی کا ہاتھ ہے جو کر رہا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 581 تا 583۔ ایڈیشن 2013ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت کی صداقت کا عظیم نشان۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) انٹرنیشنل

[اس زمانہ میں جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو حقیقی اسلام کی علمبردار ہے اور منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت کی زیر سیادت دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی عظیم الشان مہمات کو نہایت کامیابی سے سَر کر رہی ہے۔ لاکھوں نشانات احمدیت کی صداقت پر گواہ ہیں۔ بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو بڑی شان سے پوری ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے بعد قائم ہونے والے سلسلۂ خلافت اور اس جماعت کی حقّانیت پر شاہد ناطق ہیں۔ انہی میں سے ایک عظیم گواہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل بھی ہے جو روزانہ 24 گھنٹے تمام عالَم میں حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کی صداقت کا اعلان کر کے متلاشیان حق کے لئے ہدایت کے سامان کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ''لقاء مع العرب'' کے 13 رمئی 1995ء کے پروگرام میں اس پہلو سے بہت ہی ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔ ذیل میں حضور رحمہ اللہ کے فرمودہ ارشادات کا انگریزی سے اردو مفہوم ہدیۂ قارئین ہے۔ انگریزی سے اردو میں یہ مفہوم ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ ہماری درخواست پر یہ اردو ترجمہ مکرم صفدر حسین عباسی صاحب نے کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

....

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 13 مئی 1995ء کو ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے پروگرام ''لقاء مع العرب'' میں رونق افروز ہوئے تو مکرم حلمی الشافعی صاحب نے کہا: مَیں چاہتا ہوں کہ آج کی مجلس میں حضور جماعت احمدیہ کے قیام کی اغراض و مقاصد پر کچھ ارشاد فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا: قبل اس کے کہ مَیں اس موضوع پر بات شروع کروں مَیں گزشتہ دنوں شیخوپورہ کے ایک احمدی ناصر احمد صاحب کے خلاف مقدمہ اور اس کے متعلق جج زکی پال کے فیصلہ کے بارہ میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں جس میں انہیں چھ سال قید کا حکم سنایا گیا ہے۔

اس واقعہ کی اصل تفصیلات آج ہی مجھے جرمنی سے ناصر احمد صاحب کی ہمشیرہ کی طرف سے ملی ہیں۔ یہ ایک لحاظ سے بہت ہی مضحکہ خیز کیس ہے اور دوسری طرف بہت ہی غیر شریفانہ اور افسوسناک بھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا ایک سنگین جُرم

یہ مقدمہ عین اس لمحے رجسٹر کیا گیا جس وقت کہ ان کی بیٹی کی شادی کی تقریب شروع ہونے والی تھی۔ تمام عزیز و اقارب موجود تھے۔ اُس موقع پر پولیس آئی اور ناصر احمد صاحب کو گرفتار کر لیا اور اپنی بیٹی کی شادی میں شامل ہونے سے روک دیا۔ باوجود اس کے کہ اس وقت موجود مہمانوں نے پولیس کی بہت منّت سماجت بھی کی کہ خدا کے واسطے اس گرفتاری میں تھوڑی تاخیر کر لو تاکہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میں تو شامل ہو سکیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ناممکن ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس شخص نے شادی کے دعوت نامہ پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنے کا سنگین جرم کیا ہے۔ اس کی طرف سے ایسی مجرمانہ حرکت اور ناقابل برداشت جرم کے بعد اب ایک لمحہ کے لئے بھی تاخیر نہیں کی جا سکتی۔ پس انہیں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں اور بسم اللہ الرحمٰن لکھنے کے جرم میں جیل بھیج دیا گیا۔

اس واقعہ کا دوسرا پہلو جو بہت مضحکہ خیز ہے یہ ہے کہ ناصر احمد صاحب کے ساتھ جن دوسرے افراد خانہ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے جرم میں شامل کیا گیا وہ ان کی بیوی کے پانچ بھائی تھے۔ بسم اللہ لکھنا کوئی معمولی جرم نہیں تھا، سارا خاندان اس میں ملوّث تھا۔ ان کی بیوی، دو بیٹے، ایک داماد اور ایک بچہ جس کا نام شاہ رخ ہے۔ معلوم ہے اس بچے کی عمر کیا تھی؟ صرف نو ماہ۔ یہ حرکتیں ہیں جو پاکستان میں ہو رہی ہیں اور پولیس نے ان سب کو گرفتار کرنے پر اصرار کیا۔ ان سب پر فردِ جرم اس وقت تک قائم رہی جب تک کہ ہائی کورٹ میں اپیل نہیں کی گئی۔ ان سے کہا گیا کہ ذرا سوچیں کہ بسم اللہ لکھنے کا جرم تو اس لڑکی کے باپ نے کیا ہے جس کی شادی ہونی ہے لیکن وہ کون سا قانون ہے جو نسبتی بھائیوں کو بھی اس میں قصوروار ٹھہراتا ہے۔ اور پھر نو ماہ کے دودھ پیتے بچے نے کیا قصور کیا ہے؟ جب تک یہ مقدمہ ملتوی ہوتا رہا اور ہائی کورٹ نے اس جرم سے انہیں بَری نہیں کر دیا اُس وقت تک وہ سب اس نو ماہ کے بچے سمیت عدالت میں حاضری دیتے رہے۔ اس ملک میں نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے جو اسلامک ریپبلک آف پاکستان کہلاتا ہے۔ اگر اسلامی ریپبلک ایسی ہی ہوتی ہے تو پھر تو خدا رحم کرے اور اس دنیا کو ایسی اسلامک ریپبلک سے محفوظ رکھے۔

آگے چل کر وہ اپنے خط میں لکھتی ہیں کہ وہ افراد جن پر فرد جرم عائد کی گئی تھی ان میں سے میرا ایک بھائی اُس وقت لندن میں تھا اور جو اَب بھی لندن میں ہے۔ ایک جرمنی میں تھا اور ایک کراچی میں۔ گویا یہ سب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے موقع واردات (جیسے قتل کی واردات ہوتی ہے) پر موجود ہی نہیں تھے۔ اس کے باوجود ان کے خلاف بھی مقدمہ دائر کیا گیا۔

1992ء میں یہ مقدمہ داخل کیا گیا تھا اور اب ایک لمبے التواء، تین سال کے بعد ناصر احمد صاحب کو شیخوپورہ سے سنٹرل جیل لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی قیدی جسے پانچ سال سے زیادہ سزا کا حکم سنایا گیا ہو اُسے ضلعی جیل سے لاہور سنٹرل جیل منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اب وہ لاہور سنٹرل جیل میں قید ہیں۔ کیسا عجیب و غریب اور دلچسپ مقدمہ ہے اور ناقابل یقین بھی۔ اور یہ مُلّاں لوگ تو ہیں ہی ناقابل یقین مخلوق۔

....

پیشگوئیوں کا عظیم الشان ظہور

اب مَیں ایک بہت ہی دلچسپ بات بیان کرتا ہوں جو مَیں نے اختصار کے ساتھ پہلے بیان کی تھی لیکن اصل حوالے چونکہ اس وقت موجود نہیں تھے اس لئے تفصیلاً بیان نہیں کر سکا تھا۔ میں نے امام صاحب (عطاء المجیب راشد صاحب) سے کہا تھا کہ اس بارہ میں میرے ذہن میں جو حوالے ہیں انہیں تلاش کریں تو پھر مَیں کسی وقت اس پر تفصیلی بات کروں گا۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی

ان میں سب سے دلچسپ اور حیرت انگیز حوالہ امام باقرؒ کی ایک پیشگوئی ہے جو 10 رمئی 677ء میں پیدا ہوئے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہجرت (نبویؐ) کے 55 سال بعد۔ جب آپ پیشگوئی سنیں گے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ وہ واقعتہً بہت بڑے ولی اللہ اور بزرگ امام تھے۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:

''عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيِّ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ بِاسْمِ الْمَهْدِي، فَيَسْمَعُ مَنْ بِالْمَشْرِقِ وَ مَنْ بِالْمَغْرِبِ حَتَّى لَا يَبْقٰى رَاقِدٌ اِلَّا اسْتَيْقَظَ'' (عقد الدّرر فی أخبار المنتظر۔الفصل الثالث۔فی الصَّوت والهَدَّة و المعمعة و الحوادث۔ صفحہ 171۔مطبوعہ الاردن، الزرقاء) (ترجمہ از مرتّب: محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ایک منادی آسمان سے مہدی کے نام کے ساتھ ندا دے گا تو اسے وہ بھی سنے گا جو مشرق میں ہے اور وہ بھی جو مغرب میں ہے حتیٰ کہ جو سویا ہوا ہوگا وہ بھی جاگ اٹھے گا)۔

یہ بہت ہی حیرت انگیز اور دلچسپ پیشگوئی ہے۔ کیونکہ جب مَیں ٹیلی ویژن پر امام مہدی کے نام کے ساتھ بولتا ہوں تو وہ امام مہدی خود نہیں بلکہ کوئی دوسرا، اس کا نام لے کر کلام کر رہا ہوتا ہوں۔ اور بڑی صفائی کے ساتھ مشرق کے لوگ مجھے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور مغرب کے لوگ بھی مجھے دیکھ اور سُن رہے ہوتے ہیں۔

اس پیشگوئی میں جو یہ بیان ہے کہ لوگ جو سو رہے ہوں گے وہ جاگیں گے۔ ہُو بہو اسی طرح واقع ہو رہا ہے۔ جس وقت یہاں سے پروگرام نشر ہوتے ہیں میرے خطبات وغیرہ، یہاں دن ہوتا ہے لیکن دنیا کے بعض حصّوں میں اُس وقت رات ہوتی ہے اور مجھے یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ بچے اپنے ماں باپ سے کہتے ہیں کہ جب میرا پروگرام شروع ہو تو انہیں جگا دیا جائے اور بعض بچے خود میرے پروگراموں کے مطابق الارم لگا کر سوتے ہیں اور عین رات کے وقت مجھے دیکھنے اور سننے کے لئے جاگ جاتے ہیں۔ یہ تمام عالم میں واقعہ ہو رہا ہے۔ مثلاً انڈونیشیا ہے۔ جب میرا خطبہ یہاں سے نشر ہو رہا ہوتا ہے تو وہاں رات کے بارہ بج رہے ہوتے ہیں اور وہ اس امر کا اہتمام کرتے ہیں کہ رات بارہ بجے میرا خطبہ سننے کے لئے بیدار ہو جائیں۔ آسٹریلیا، فجی، جاپان وغیرہ میں وہ لوگ میرے خطبات اور پروگرام سننے کے لئے رات کو یا صبح دو بجے اٹھ جاتے ہیں۔ اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ یہ پیشگوئی تو تھی آواز سے متعلق۔

اس کے علاوہ ایک اور پیشگوئی ہے جو تصویر سے متعلق ہے۔

عبد اللہ ابن مسکان روایت می کند کہ گفت شنیدم حضرت صادق فرمود ''اِنَّ الْمُؤْمِنَ فِی زَمَانِ الْقَآئِمِ وَ هُوَ بِالْمَشْرِقِ لَيَرٰى اَخَاهُ الَّذِیْ فِی الْمَغْرِبِ وَ كَذَا الَّذِیْ فِی الْمَغْرِبِ يَرٰى اَخَاهُ الَّذِیْ فِی الْمَشْرِقِ''۔ (بحار الانوار از شیخ محمد باقر مجلسی، باب 27 سیرہ و اخلاقہ و عدد اصحابہ، تاریخ الامام الثانی عشر صفحہ 441) (ترجمہ: عبداللہ بن مسکان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام قائم کے زمانہ میں مومن جو مشرق میں ہوگا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھے گا جو مغرب میں ہے۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے اس بھائی کو دیکھے گا جو مشرق میں ہے۔)

انہوں نے اس وقت خیال کیا ہوگا کہ وہ لوگ براہ راست آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھیں گے لیکن اب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ سے کیا مراد تھی۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم اپنے آپ پر اور اس امام مہدی پر جسے تم مانتے ہو اس پیشگوئی کو کیسے چسپاں کر سکتے ہو۔ اس کے لئے تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا ثبوت ایسا کھلا اور واضح ہے کہ صرف اور صرف مہدویت کی تاریخ میں یہ پہلی بار واقع ہوا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ صرف احمدیت ہی کی آواز ہے جو MTA کے ذریعہ پورے کرّہ ارض پر پھیلی ہوئی ہے۔ اب کوئی بھی ایسا امام مہدی پیدا نہیں ہو سکتا جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے۔ یہ تمام دنیا کو چیلنج ہے۔ یہاں تک کہ ایرانی بھی ایسے مہدی کو پیدا نہیں کر سکتے جس کے ظہور کے متعلق وہ پختہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ امام مہدی کا ظہور خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو چاہتا ہے اور اِس وقت دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو امام مہدیؑ کو مانتی اور اس پر سچا ایمان رکھتی ہے۔ اور اس خدا پر کامل یقین رکھتی ہے کہ جس نے احمدیت کے ذریعہ ان دونوں پیشگوئیوں کو تصویر اور آواز ہر دو لحاظ سے سچا کر دکھایا۔

عہد نامہ جدید کی ایک پیشگوئی

مَیں نے آپ کو بتایا تھا کہ عہد نامہ جدید کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی دنیا میں پہلی مرتبہ اس وقت پوری ہوئی جب میں جلسہ سالانہ کے موقع پر اسلام کی نمائندگی میں خطاب کر رہا تھا اور اس خطاب کا ساتھ کے ساتھ بیک وقت تمام بڑی زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا تھا۔ وہ لوگ جو ان زبانوں کو سمجھنے والے تھے میرے خطاب کو سمجھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے اور پھر عالمی بیعت کے وقت یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً بھی ان معنوں میں پوری ہوئی کہ بیعت کے الفاظ ساتھ کے ساتھ ترجمہ کر کے پڑھے جا رہے تھے ان لوگوں کے ذریعہ جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور مختلف ممالک تک ان کی آواز پہنچ رہی تھی اور وہ جو ان زبانوں کے جاننے والے تھے سمجھ رہے تھے کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ پس ہر زبان میں ساتھ کے ساتھ ترجمہ ہو رہا تھا اور ان کی صرف آواز ملکوں تک پہنچ رہی تھی۔ یہ ایسا دلکش اور پُر اثر منظر تھا کہ پاکستان سے بھی یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ دکانوں کے باہر TV کے ارد گرد لوگ ہجوم در ہجوم کھڑے تھے کہ احمدیت کے ذریعہ رونما ہونے والے اس حیرت انگیز نظارہ کو دیکھیں۔ ایسا روح پرور منظر تھا کہ سب پر اس کا اثر ہو رہا تھا اور ملّاؤں کی طرف سے شائع ہونے والا ایک اخبار احتجاج کر رہا تھا کہ یہ کیسی ناقابل یقین صورتحال پیدا ہو چکی ہے کہ وہ شخص جسے ہم نے اپنے ملک سے نکال باہر کیا تھا وہ اب یہاں گھروں میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ اب روزانہ آتا ہے اور ہمارے گھروں میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم ایسے بے بس ہو چکے ہیں کہ اُسے اپنے گھروں میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتے۔ اور یہی تو مَیں نے ان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ آسمان سے ساری دنیا پر احمدیت کے ذریعہ اپنی رحمت کے ابواب کھولے گا تو پھر کسی کی مجال نہیں کہ انہیں بند کر سکے۔

اس پیشگوئی کا ترجمہ یہ ہے:

On the day of pentecost they were all gathered. Suddenly they heard a voice from the heaven as if something was blowing and then it keeps silent.

جب آپ TV آن کرتے ہیں تو ایک ہلکی سی Buzz کی آواز آتی ہے اور پھر TV سیٹ ہو جاتا ہے۔

یہ pentecost کا دن تھا اور لوگ اسے منانے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے تب اس وقت جہاں وہ جمع تھے ایک آواز آئی اور وہ تمام روح القدس کی روح سے بھر گئے۔ تمام قوموں کے لوگ وہاں جمع تھے۔ جب وہ آواز آئی تو لوگ حیران اور مشتاق ہو کر اس آواز کے گرد جمع ہو گئے۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ اُس کی زبان بولی جا رہی ہے اور ساتھ اس بات پر حیران تھے کہ یہ گلیل (Galilee) کے لوگ تو صرف اپنی زبان جانتے ہیں وہ تمام دنیا کی زبانیں کیسے بول سکتے ہیں اور ہر کسی نے کہا کہ ہم فلاں ملک اور قوم سے ہیں اور اب ہماری زبان بولی جا رہی ہے۔ اور مختلف لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں. کہ فلاں وہاں تھے اور فلاں وہاں تھے۔ اور تمام لوگوں نے خواہ وہ مسافر تھے یا مکین، ان سب نے اس آواز کو سنا۔ پھر اس پیشگوئی میں لکھا ہے کہ عربوں نے بھی اس آواز کو سنا۔ ہر کسی نے اپنی اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ذکر سنا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: اعمال باب 2)۔

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 316

مکرم مظفر السعیدی صاحب

مکرم مظفر السعیدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میرا تعلق تیونس سے ہے۔گو میری عمر ابھی 21 سال ہے اس کے باوجود میں کہہ سکتا ہوں کہ احمدیت کی طرف میرے سفر کی داستان طویل ہے۔

میری والدہ اور اکثر رشتہ دار دینی امور کے بارہ میں کم علمی کے باوجود متدین مزاج ہیں اور اکثر جماعت الدعوۃ والتبلیغ کے ہمارے ایک رشتہ دار سے راہنمائی لیتے رہتے ہیں۔جہاں تک والد صاحب کا تعلق ہے تو وہ کمیونسٹ خیالات رکھنے والے ایک سیاسی کارکن تھے۔اب گو کہ انہوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا ہے لیکن ان کی سوچ پر اشتراکی خیالات کا اثر ابھی تک موجود ہے۔

امت کے اتحاد کی فکر

نوعمری سے ہی زمانے کے باہمی فکری اختلافات پر نظر کرنے سے میں ایک ہی نتیجہ پر پہنچتا تھا کہ یہ دنیا تباہی کی طرف جارہی ہے۔لہذا اسی عمر سے میں سوچتا تھا کہ اس صورتحال کا حل کیا ہوسکتا ہے؟ نیز مجھے سب سے زیادہ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر دکھ ہوتا تھا۔میری سوچوں کا محور مسلمانوں کا باہمی اختلاف اور فرقوں میں بٹنا تھا۔میں دعا کیا کرتا تھا کہ کاش مسلمان ایک فقہی مذہب یعنی فقہ مالکی پر متفق ہوجائیں کیونکہ میں اس کا پیروکار تھا اور اسے ہی سب سے بہتر خیال کرتا تھا۔اسی طرح امام مہدی کی بعثت کا خیال بھی ذہن میں بار بار آتا تھا اور میرا خیال تھا کہ شاید ان کی بعثت ہی ان تمام فتنوں کا حل ہوگی۔لہذا میں نے دل میں تہیّہ کر رکھا تھا کہ اگر امام مہدی کا ظہور میری زندگی میں ہوگیا تو میں ان کی مدد ونصرت کے لئے کھڑا ہوجاؤں گا۔

تلاشِ حق کا مشکل سفر

اگرچہ دینی اعتبار سے میں اس وقت صوم وصلوٰۃ کا پابند نہ تھا پھر بھی انٹرنیٹ پر مختلف مکتبہ ہائے فکر کی اسلامی کتب کے مطالعہ سے اس راز کو پانے کی کوشش کرتا رہتا تھا کہ کون سا فرقہ حق پر ہے۔

میں ایف اے کے فائنل ائیر کے امتحانات کی تیاری کررہا تھا کہ ایک روز انٹرنیٹ پر میں نے سلفی طرزِ فکر کی بعض ویب سائٹس کو کھولا اور ان کے خیالات سے آگاہی حاصل کی۔لیکن شاید میرے اس فعل کو جرم سمجھا گیا اور مجھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

اس وقت سلفی طرزِ فکر پر تیونس میں پابندی تھی۔جو بھی ان کے بارہ میں جاننے یا ان میں شامل ہونے کی کوشش کرتا یا بعض اوقات جو بھی التزام کے ساتھ نمازِ فجر مسجد میں ادا کرتا تھا حکومت اسے دہشتگردی کے الزام میں گرفتار کرلیتی تھی۔بہرحال مجھ پر بھی دہشتگردی کا الزام لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔جیل میں میری ملاقات مختلف جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرموں سے ہوئی۔نیز ان میں بڑی تعداد مختلف متشدد فرقوں سے تعلق رکھنے والے متدین طبقے کی بھی تھی۔ان سے ملنے اور ان کے باہمی اختلافات جاننے اور ان کی اخلاقی ودینی بدحالی پر اطلاع پاکر مَیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔میں جیل میں خدا تعالیٰ سے دعا کرنے لگ گیا کہ میری حق کی طرف راہنمائی فرما اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔

حق اور اس کی قوی تاثیر

آٹھ ماہ کے بعد مجھے دو سال جیل کی سزا سنائی گئی لیکن ضمانت پر میری رہائی ہوگئی۔جیل سے نکلتے ہی میں مختلف ذرائع سے حق کی تلاش میں لگ گیا۔اب تو میں حقیقت تک پہنچنے کی جستجو کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانا چاہتا تھا۔میں نے بہت سی کتب پڑھیں اور تحقیق کے لئے انٹرنیٹ کی بجائے مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے لگا۔ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا۔باوجود اس کے کہ میں نے اسے پہلے بھی دیکھا تھا لیکن کبھی اسے اہمیت نہ دی تھی لیکن اس روز اس پر چلنے والا پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ میری توجہ کا مرکز بنا جس میں دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان جاری تھا۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محض دس منٹ میں ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا قائل ہوگیا۔اب میں جماعت کے بارہ میں مزید جاننے کا خواہاں تھا لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔میں کسی احمدی کو جانتا نہ تھا،انٹرنیٹ پر تحقیق کرنا میرے لئے مشکلات کا باعث تھا،اور ملک سے نکلنا میرے لئے ناممکن تھا، ایسی صورتحال میں صرف ٹی وی ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس کے ذریعہ میں کسی قدر اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔

موت کے خوف سے رہائی

جیل سے نکلنے کے پانچ ماہ بعد میں نے دوبارہ ایف اے کے امتحان کی تیاری کی اور امتحان دینے سے ایک ماہ قبل مجھے دوبارہ گرفتار کر کے دو سال قید کی سزا نافذ کردی گئی اور ایک ایسی جیل میں بھیج دیا گیا جو پہلی جیل سے بہت زیادہ سخت تھی۔لیکن خدا کی قدرت دیکھیں کہ محض سات ہفتوں کے بعد تیونس میں وہ انقلاب آیا جس کے بعد صدر تیونس کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔اس موقع پر تمام قیدیوں نے بغاوت کردی۔ان پر جیل کے محافظوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔یہ سلسلہ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا جس کے نتیجے میں سینکڑوں کی تعداد میں قیدی مارے گئے۔میری جیل میں رات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔صبح ہونے پر سپاہیوں نے جیل کے دروازے کھول دیئے اور زندہ بچ جانے والے قیدیوں کو کہا کہ تم آزاد ہو۔ہم نے سنا تھا کہ بعض اوقات ایسا بھی کیا جاتا ہے کہ رہائی کی خوشخبری سنا کر جیل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب قیدی باہر نکلتے ہیں تو ان پر گولی چلا دی جاتی ہے۔ہم بھی یہی سوچ رہے تھے کہ شاید ہمارا انجام بھی اسی طرح ہونے والا ہے۔لیکن دل پر ہاتھ رکھ کر جب ہم نکلے تو خلاف توقع ہمیں کسی نے نہ روکا اور نہ کوئی گولی چلائی گئی۔

استجابتِ دعائے خلافت

تین ماہ کے بعد ملکی حالات یکسر تبدیل ہوگئے اور ایک سرکاری حکم کے تحت تمام سیاسی قیدیوں کی معافی کا اعلان کردیا گیا۔یوں محض خدا کے فضل سے میں بھی بلاکسی خوف کے آزادی کی ہواؤں میں سانس لینے لگا۔شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میری رہائی اور بریت ملکی انقلابات کی وجہ سے ہوئی لیکن میری رائے اس سے مختلف ہے۔مَیں مکمل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا سے ہوئی ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ دوبارہ گرفتاری اور جیل جاتے ہوئے میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دیا تھا کہ مجھے محض ظلم کی راہ سے جیلوں میں گھسیٹا جارہا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے معجزانہ طور پر ان ظلموں سے رہائی عطا فرمائے۔چنانچہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جیل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں مجھے محفوظ رکھا، نیز جیل کے دروازے بھی کھل گئے۔رہائی کے بعد جب میں گھر پہنچا تو وہاں حضور انور کی طرف سے میرے خط کا جواب آیا ہوا تھا۔میں نے کھول کر پڑھا تو حضور انور نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر رہائی عطا فرمائے۔یہ خط پڑھتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ میری رہائی خلیفہ وقت کی اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔

ابھی تک میں خود کو احمدی اور مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ایک فرد سمجھتا تھا لیکن ملکی حالات کی وجہ سے جماعت کے ساتھ انٹرنیٹ پر رابطہ کرنے سے محروم تھا۔اب رہائی کے بعد حالات بدل چکے تھے۔لہذا میں نے فوراً بیعت فارم پُر کر کے حضور انور کی خدمت میں ارسال کردیا۔بیعت کی قبولیت کا خط مجھے اپریل 2011ء میں ملا۔فالحمد للہ علی ذلک۔

☆☆☆☆☆

مکرم فتاح معافہ صاحب

مکرم فتاح معافہ صاحب کا تعلق الجزائر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1984ء میں ہوئی۔یہ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر ہیں۔انہیں نومبر 2011ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔وہ اپنی بیعت کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بچپن، خوابیں اور دعا

کم عمری سے ہی میری عادت تھی کہ میں گھر کی چھت پر جا کر اس زمین وآسمان اور پرندوں کی پیدائش پر غور کرتا اور اپنے بچگانہ انداز میں شعر کہتا۔روزمرہ کے بعض امور کے بارہ میں کئی دفعہ خوابیں بھی آتیں اور اکثر سچی نکلتی تھیں۔اسی طرح میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے میری کئی دعائیں قبول ہوجاتی تھیں۔ایک واقعہ گو بہت معمولی ہے لیکن مجھے کبھی نہیں بھولتا۔بچپن میں ایک دن میں کھیل رہا تھا کہ میری جوتی کا ایک پاؤں کہیں گم ہوگیا۔افسردہ حالت میں گھر واپس آتے ہوئے میں نے دعا کی تو راستے میں مجھے ایک شخص ملا۔اس نے مجھ سے افسردگی کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ میری جوتی گم ہوگئی ہے۔چنانچہ وہ میرے ساتھ ہو لیا۔کچھ دیر کے بعد اسے میری کھوئی ہوئی جوتی مل گئی۔

یہ بہت معمولی واقعہ ہے لیکن ایک بچے کے لئے بہت بڑی بات تھی۔خصوصًا اس لئے بھی کہ اس واقعہ سے استجابت دعا کا درس میرے دل ودماغ میں راسخ ہوگیا۔

خراٹہ باز جنّ!

جماعت سے تعارف سے قبل میں بھی اہل سنت کے عقائد کے مطابق جنّوں اور جادو وغیرہ کی باتوں پر یقین رکھتا تھا۔جوانی میں مجھے جنّوں بھوتوں کی کہانیوں کا بہت شغف تھا اور میرا ایمان تھا کہ جنّوں میں بڑی خارق عادت طاقتیں ہیں۔بعض اوقات مجھے ایسے لگتا کہ مجھ پر بھی جنوں کا سایہ ہے۔اور جنّ رات کو سوتے میں میرے پاس آتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔میں ان کے مقابلہ کے لئے سونے سے قبل مختلف قرآنی سورتیں پڑھتا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔

ایک دن میں سونے کی حالت میں کچھ ایسی ہی کیفیات سے دوچار تھا کہ میری خالہ نے مجھے دیکھ لیا۔میں اس وقت بڑی شدت سے خراٹے لے رہا تھا۔پہلے تو وہ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے گئیں۔ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد کہا کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے۔پھر مجھے امام مسجد کے پاس لے گئے۔اس نے کچھ آیات پڑھ کر پوچھا کہ درد تو نہیں ہوتا؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔تو اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔پھر میرے گھر والے مجھے ایک جادوگر کے پاس لے گئے جس کے پاس باری کے انتظار میں لوگوں کی ایک لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔اس نے بھی مجھے دیکھا لیکن کسی جن تک ہماری رسائی نہ ہوسکی۔یوں مجھے سکھ کا سانس آیا اور یقین ہوگیا کہ مجھ پر کوئی جنّ سوار نہیں ہے اور خراٹے کی شدت کا تعلق میری گہری نیند سے ہے۔

جماعت سے تعارف اور بیعت

جماعت سے میرا تعارف محمد قمراوی نامی میرے ایک دوست کے ذریعہ ہوا جو اکثر میرے ساتھ مذہبی امور کے بارہ میں تبادلہ خیالات کرتے رہتے تھے۔انہیں مذہبی چینل دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ایک دن انہیں ایم ٹی اے مل گیا۔کچھ دن تک اس کے پروگرام مزد دیکھے، پھر ایک دن اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ امام مہدی آکر چلے بھی گئے اور ہمیں کوئی خبر ہی نہ ہوئی۔وہ ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتے رہے حتی کہ حق آشکار ہوگیا اور صداقت کو قبول کئے بغیر نہ رہ سکے۔خود مطمئن ہونے کے بعد ایک روز انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہوچکا ہے؟ میں نے اس کی شدید مخالفت کی۔لیکن انہوں نے ہار نہیں مانی اور مجھے باصرار پروگرام الحوار المباشر اور سبیل الہدی دیکھنے کی تلقین کرتے رہے۔ان کے اصرار پر میں نے جب یہ پروگرام دیکھنے شروع کئے تو ان میں ایک مضبوط منطق اور معقولیت نظر آئی۔کئی مسائل کے بارہ میں مجھے اہل سنت غلطی پر دکھائی دیئے۔یہاں پر میری سوچ بدلی اور میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد سچے امام مہدی ہوں اور جماعت احمدیہ ایک سچی جماعت ہو۔چنانچہ میں نے تحقیق کا سفر شروع کیا۔میں نے ایم ٹی اے کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ جماعتی ویب سائٹ سے پرانے پروگرام بھی ڈاؤن لوڈ کئے۔دن بدن مختلف امور کے بارہ میں میری تسلی ہوتی گئی اور بالآخر بیعت کے بغیر چارہ نہ رہا۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں نے پہلے جماعت کے بارہ میں اُس کے اپنے مآخذ سے پڑھا اور بعد میں جب مخالفین کا افتراء اور تکفیر سنی تو اس کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے بعد الحوار المباشر اور سبیل الہدی پروگرام پیش کرنے والوں کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔اب میں تمام وساوس سے نجات پا چکا ہوں۔احمدیت میں مجھے اسلام کا حسین چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ:...... مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ...... از صفحہ نمبر 2

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ترجمانی کے نظام کو اس سے بہتر الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور پھر آگے چل کر لکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بڑے کاموں کا بیان۔ ہر کوئی حیران بھی تھا اور فکر مند بھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور نوبت کہاں تک جا پہنچی ہے۔ بالکل ویسا ہی احتجاجی واویلا پاکستان کے مُلّاؤں کا اخبار میں شائع ہوا کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارے گھروں میں گھس آئے ہیں اور اب ہمارے بس میں نہیں کہ انہیں نکال سکیں۔ اس امر نے مُلّاؤں کو بے بس اور بے یارومددگار کر کے رکھ دیا ہے۔

پاکستان کے کسی شہر میں ایک ملّاں کے بیٹے نے اپنے ایک احمدی دوست سے ذکر کیا کہ ان کے گھر میں آج کل کیا ماجرا گزر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ TV پر جب تمہارے امام کسی پروگرام میں آتے ہیں تو ہم TV کو اس چینل پر Tune کر لیتے ہیں اور ان کا پروگرام دیکھتے ہیں اور ہمارا باپ ہمیں منع کرتا اور احتجاج کرتا رہ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس نے نوجوان بیوی سے شادی کی ہے اور بیوی اور بچے خاوند سے زیادہ مضبوط اور گھر میں اثر رکھتے ہیں۔ جب ہم اس سے کہتے ہیں کہ ہم اس پروگرام کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھیں گے تو وہ بالکل بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ بعض مُلّاؤں کے اپنے گھروں میں واقع ہو رہا ہے۔

بعض لوگ شائد یہ گمان کریں کہ یہ پیشگوئی تو عیسائیت کے بارہ میں تھی اور ہم اسے بغیر کسی وجہ اور ثبوت کے کھینچ تان کر احمدیت پر چسپاں کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں، یہ ایمان رکھنے کے باوجود کہ اسلام کے آجانے کے بعد عیسائیت کا زمانہ ختم ہو چکا؟ اگر وہ اپنے آپ کو اس اعتراض میں حق پر سمجھتے ہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان کے نزدیک اسلام کے ظہور کر جانے کے چودہ سو سال بعد عیسائی مذہب پھر زندہ ہو جائے گا اور اسلام کے مقابل پر اسے خدا کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ اگر ہم اسے عیسائیت کا زمانہ تسلیم کریں تو پھر اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟

یہاں تو اس مسیح کے احیاء کی بات ہو رہی ہے جو مسیح محمدی ہوگا۔ جو اسلام کے اندر پیدا ہوگا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ خادم اور غلام ہوگا اور اس کی صداقت کے نشان کے طور پر یہ سب کچھ رونما ہوگا۔

دوسرا جو بہت ہی واضح اور کھلا ثبوت ہے، ایسا روشن کہ کوئی بھی اس سے صَرفِ نظر نہیں کر سکتا یہ ہے کہ آج اس دنیا میں کتنی زبردست طاقتوں اور وسائل کی مالک عیسائی ریاستیں موجود ہیں۔ تمام تر سیاسی قوت ان کو حاصل ہے۔ اکیلا پوپ اتنا دولتمند ہے کہ تمام احمدیوں کے پاس جتنی دولت ہے اس سے لاکھوں گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ صرف پوپ کے پاس ہے۔ یہ تو کم سے کم ہے جو مَیں بتا رہا ہوں۔ دولت و سرمایہ کے پہاڑ ہیں جو اِن عیسائی ممالک کے پاس ہیں۔ امریکہ اور یورپ اور ان کے پاس موجود ٹیکنالوجی ان سب کو ایک طرف رکھیں اور احمدیت کو دوسری طرف تب بھی یہ پیشگوئی اُن کے حق میں پوری نہیں ہوسکتی۔ یہاں تک کہ آج بھی کیونکہ ٹیلی ویژن کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ کوئی ایک آواز بیک وقت آٹھ زبانوں میں ترجمہ کی جارہی ہو اور پھر اور آٹھ زبانیں اور پھر مزید آٹھ زبانیں جو اسلام کے پیغام کو سارے عالم میں بیک وقت پہنچا رہی ہوں۔ آٹھ بنیادی زبانیں جو ہم نے انتخاب کی ہیں اس دنیا کا ہر فرد ان میں سے کسی نہ کسی زبان سے ضرور استفادہ کر سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے علاوہ بھی چھوٹی چھوٹی ہزاروں زبانیں ہیں لیکن انگلش، جرمن، فرنچ، عربی، ٹرکش، چینی وغیرہ زبانیں ساری دنیا میں ایسے پھیل چکی ہیں کہ جب ان زبانوں میں میرے خطبات اور دیگر پروگرام ترجمہ کئے جاتے ہیں تو ساری دنیا میں پیغام پہنچ جاتا ہے۔

یہ سب کچھ عیسائیت سے کیوں نہ ہو سکا؟ ان کے اپنے ریڈیو اسٹیشن ہیں۔ اپنے TV سسٹم ہیں لیکن ان میں سے کبھی بھی کسی کو یہ توفیق نہیں مل سکی کہ وہ اس پیشگوئی کا مصداق بن کر مختلف زبانوں میں اپنے اپنے پیغام کو تمام عالم میں پھیلا سکے۔ خدا تعالیٰ نے صرف احمدیوں کو یہ توفیق بخشی کہ بغیر کسی لمبی چوڑی پلاننگ کے جب مَیں نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ پروگراموں کو مختلف زبانوں میں نشر کرنے کا ارادہ کیا تو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اس بارہ میں بائبل میں کیا لکھا ہوا ہے۔ جب یہ سارا نظام چل پڑا تو پھر ہمارے سلسلہ کے بعض علماء نے مجھے لکھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ بائبل میں اس بارہ میں یہ پیشگوئی موجود ہے۔

جب میں امریکہ میں Earth Station نصب کرنے کے لئے گیا کیونکہ یہ تمام سسٹم ایک دوسرے کے ساتھ ایک chain کی شکل میں کام کرتے ہیں۔ لیکن مَیں امریکہ کے Earth Station کی بات کر رہا ہوں۔ جب وہ لگایا گیا تو لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹیز جن سے ہم نے لائسنس حاصل کرنا تھا انہوں نے اس حیرت کا اظہار کیا کہ اس وقت دنیا میں صرف تم ایک چھوٹی سی جماعت ہو جو ترجمانی کے لئے آٹھوں چینلز استعمال کر رہے ہو اور تمہارے پروگرام ہر وقت ساری دنیا میں دیکھے اور سنے جارہے ہیں۔ یہ بہت ہی حیرت انگیز اور ناقابل یقین بات ہے۔ امریکہ جو سپر پاور ہے ہم امریکہ میں اس نظام کو قائم نہیں کر سکے اور تم نے ایک چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود یہ کام کر دکھایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوگیا ہے؟ ہم نے کہا تم ہمارے جلسہ میں آؤ پھر دیکھو یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ان کے وہ افسران جلسہ پر تشریف لائے تو ہمارے اس نظام کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

اب بھی جب مَیں اس بات کا کھلے عام اعلان کرتا ہوں تب بھی کوئی گورنمنٹ ایسا کام کر کے نہیں دکھا سکتی کیونکہ یہ سب کمرشل ذہن کے مالک ہیں۔ اور یہ کام تو صرف اُن ہاتھوں سے ہوسکتا ہے جو بغیر کسی اجر کی خواہش کے دنیا کی بھلائی کی خاطر کام کرنا چاہتے ہوں۔ جب یہ لوگ آٹھ چینلز کی بات کرتے ہیں تو پھر اس کے سسٹم کی خریداری کے علاوہ اُسے چلانے کے لمبے چوڑے اخراجات زیر بحث آتے ہیں کیونکہ اُن کے پاس کوئی بھی رضاکارانہ نظام نہیں ہے جو اسے چلا سکے۔ اس لئے انہیں ایک خطیر رقم اس کے لئے الگ کرنا پڑے گی۔ وہ رقم کہاں سے آئے گی؟ اشتہارات کے ذریعہ؟ لیکن لوگوں کو اس بات میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہوگی کہ وہ ایسے گلوبل TV اور اس پر چلنے والے آٹھ چینلز کے لئے سرمایہ لگائیں۔ اس لئے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ سڈنی میں وہاں کی گورنمنٹ کے ایک منسٹر اور دیگر سرکردہ ممبرز آف پارلیمنٹ ایک تقریب میں شمولیت کے لئے ہماری مسجد میں تشریف لائے۔ اس دوران انہیں احمدیہ ٹیلی ویژن، ہال اور وہاں نصب سیٹلائٹ سسٹم وغیرہ بھی دکھائے تو وہ منسٹر حیرت سے بولے کہ آپ نے یہ سب کچھ کر بھی لیا ہے اور ہم ابھی اس بارہ میں سوچ ہی رہے ہیں اور منصوبہ بندی کر رہے ہیں کہ ایک گلوبل سسٹم ٹیلی ویژن شروع کریں لیکن یہ منصوبہ اتنے لمبے چوڑے اخراجات کا متقاضی ہے کہ ابھی تک ہم اسے آخری شکل دینے میں کامیاب نہیں ہوسکے اور یہاں سڈنی میں تم مجھے ایک چھوٹی سی جماعت کی طرف سے قائم کردہ یہ سسٹم دکھا رہے ہو جو میرے لئے نہ صرف حیرت کا باعث ہے بلکہ ناقابل یقین ہے۔

اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ **یہ سب خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور محض اُس کے فضل کے ساتھ ہوا ہے اور حقیقی اسلامی روح کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔** یہ تمام رضاکار جو دن رات یہاں کام کر رہے ہیں جماعت ان کو ایک Penny بھی ادا نہیں کرتی۔ یہ رضاکار جو یہاں لندن میں، جرمنی میں، امریکہ اور کینیڈا میں اور دوسرے ملکوں میں جماعت کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں معاوضہ کے طور پر ایک پیسہ بھی جماعت سے نہیں لیتے بلکہ آمد و رفت کا خرچ اپنی جیب سے برداشت کرتے ہیں۔ یہاں سفر آج کل خاصا مہنگا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے جو حقیقی اسلامی روح کے ساتھ ساری دنیا میں نازل ہو رہی ہے جس کا نظارہ احمدیت نے کروایا ہے۔ اور مَیں چیلنج کرتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اور کسی میں ایسا نظام قائم کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ یہ صرف اور صرف حقیقی اور سچے اسلام کے ذریعہ ہی پیدا ہوسکتا ہے۔

یہ لوگ باتیں کرتے ہیں کہ MTA چلانے کے لئے احمدیوں کو ضرور برٹش حکومت، اسرائیل یا امریکہ کی مدد حاصل ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا سسٹم چلانے کے لئے دولتوں کے انبار درکار ہیں اس لئے ان کے نزدیک اکیلی جماعت احمدیہ خود اس نظام کو چلانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ **لیکن اُن کا یہ اعتراض خود بخود ان پر جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے** کیونکہ اسرائیل اور امریکہ اور برطانیہ کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ ہمارے لئے دولتیں خرچ کریں تاکہ عیسائیت اور یہودیت کے خلاف پروپیگنڈا ہو سکے۔ اُن کے خلاف مَیں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ ہم اُن سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمیں تو اُن سے محبت ہے لیکن جہاں تک پیغام حق پہنچانے کا تعلق ہے ہم عیسائیت اور یہودیت کے بالمقابل اسلام کی خوبصورت اور سچی تصویر پیش کرنے سے ذرا بھی شرماتے اور ہچکچاتے نہیں۔ ہر وہ تصویر جو اسلام کی خوبصورتی اور حُسن و جمال کو پیش کرتی ہے ہم اس تصویر کو دلفریب رنگوں کے ساتھ TV سکرین پر دکھاتے ہیں۔ اور وہ لوگ یہ پروگرام دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم یہ کچھ کر رہے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم یہ سب قانون کے اندر رہتے ہوئے کرتے ہیں۔ ہم کوئی غلط قدم نہیں اٹھاتے کہ جس سے ملک کی قانون شکنی ہو۔ ہم کوئی گندی زبان استعمال نہیں کرتے۔ کسی کو گالی نہیں دیتے۔ جو کچھ بھی ہم پیش کرتے ہیں قرآن کریم کے حوالہ سے، بائبل اور تاریخ کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں بتاتے ہیں کہ دیکھو یہ قرآن ہے اور یہ بائبل۔ یہ ثبوت اور دلائل ہیں۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ کون حق پر ہے اور کون غلط۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ اور اسرائیل ان کی مدد کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی خاطر اور اپنے مقاصد کے بر خلاف وہ ہماری مدد کریں گے؟ ناممکن ہے۔

ان لوگوں کی طرف سے دوسرا اعتراض ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدی یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی احمدیت کے حق میں پوری ہوئی ہے جبکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ Sky ٹیلی ویژن ہے، Star ٹیلی ویژن ہے اور فلاں فلاں سیٹلائٹ ٹیلی ویژن بھی ہیں اور کُرّہ ارض میں ہر جگہ اُن کی آواز پہنچی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں آگے تک پہنچتے ہیں جہاں MTA جاتا ہے۔ اس لئے احمدیوں کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔

وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ان ٹیلی ویژنز کا کام کیا ہے؟ سوائے گند اور فحشاء اور قتل و غارت گری کی نمائش اور میوزک اور ڈانس کے یہ دنیا کو کیا دے رہے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ روح القدس کی تائید سے ہو رہا ہے؟ کیا یہی اس پیشگوئی کا پورا ہونا ہے؟ پیشگوئی تو یہ لکھتی ہے کہ اُس آواز سے لوگ روح القدس سے بھر جائیں گے۔ کیا آپ ان میں سے کسی بھی ٹیلی ویژن کے بارہ میں، خواہ وہ Sky ہے یا Star یا کوئی اَور کہہ سکتے ہیں کہ وہ روح القدس کے ساتھ بولتے ہیں۔ **صرف اور صرف ایک ٹیلی ویژن ہے جو خدا کے نام اور اس کے کلام کے ساتھ بولتا ہے اور وہ اس دنیا میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے۔**

جتنے بھی مسلمان ملکوں کے ٹیلی ویژن ہیں ان میں سے ہر ایک TV پر آپ کو میوزک، گانے اور رقص دیکھنے کو ملے گا۔ گویا اسلام پھیلانے کے لئے خدا تعالیٰ کو ان چیزوں کی ضرورت تھی۔ صرف ہم ہیں جو ان تمام نامعقولات سے مبرّا اور پاک ہیں اور بڑی صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ خدا اور اُس کے محبوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیارے مہدی کا کلام پیش کرتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے نظام کو چلانے کے لئے رقم کہاں سے آتی ہے؟ مَیں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا میں موجود ہر وہ فرد بشر جو احمدیت کے ساتھ جُڑا ہوا ہے اپنی کمائی کا سولھواں حصّہ اسلام کی خاطر اپنی خوشی سے جماعت کو پیش کرتا ہے اور اس لحاظ سے اس دنیا میں یہ بے نظیر اور لاثانی جماعت ہے۔ اس کرّہ ارض پر کہیں اور ایسا نظام قائم ہے تو ہمیں بتائیں؟

جو لوگ بھی احمدی ہوتے ہیں احمدی ہونے پر اُنہیں کچھ دیا نہیں جاتا بلکہ وہ جماعت کو دیتے ہیں گویا وہ احمدیت کے خریدار بنتے ہیں۔ یہ بھی احمدیت کی صداقت کا ایک منہ بولتا ثبوت اور نشان ہے اور یہ نظام جماعت احمدیہ میں ساری دنیا میں جاری وساری ہے۔ یہ رقم اسلام کی خدمت کے لئے مختلف طریق پر ساری دنیا میں استعمال کی جاتی ہے۔ مشن ہاؤسز کی تعمیر اور ان کی دیکھ بھال کے لئے 150 سے زائد ملکوں میں تبلیغ اسلام کی خاطر تراجم کتب، واشاعت وغیرہ ان سب للّٰہی کاموں پر ایک بڑی رقم خرچ کی جاتی ہے۔

جب MTA جاری کیا گیا تھا صرف خطبات جمعہ سے شروع ہوا تھا ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے اور ظاہر ہے اس کے لئے تھوڑی رقم کی ضرورت تھی۔ لیکن جب احمدیوں نے اس TV کا مزا چکھا تو انہوں نے کہا کہ اتنا ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ جیسے بھی ہو اُسے مستقل جاری کیا جائے۔ جہاں تک رقم کا تعلق ہے ہم اپنی آمدنی کا صرف سولہواں حصّہ ہی نہیں بلکہ زائد بھی جتنی ضرورت ہوگی پیش کریں گے۔ پس جرمنی کی جماعت اس دوڑ میں دنیا کی تمام جماعتوں پر سبقت لے گئی۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک یورپین ٹرانسمشن کا تعلق ہے اور جس کے اخراجات سب سے زیادہ ہیں ہماری جماعت ان تمام اخراجات کو برداشت کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو یہ اخراجات ہم برداشت کریں گے۔ اور وہ خدا کے فضل سے ابھی تک اس بات پر پکّے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی قائم رہیں گے۔ پھر دنیا کی باقی جماعتیں اس میدان میں اتریں اور اس سلسلہ میں مدد کی۔ لیکن اس کے باوجود اتنے بڑے گلوبل ٹیلی ویژن سسٹم کو چلانا ناممکن تھا اگر ہمیں اس کی Maintenance، پروگراموں کی تیاری اور انہیں چلانے پر خرچ کرنا پڑتا۔ یہ سب کام رضاکارانہ طوعی بنیادوں پر ہو رہے ہیں۔ الف سے لے کر ی تک تمام کے تمام کام کرنے والے رضاکار ہیں جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

(آخر میں حضور انور رحمہ اللہ نے اُس وقت پروگرام کی ریکارڈنگ کے لئے موجود خوش قسمت خدّام کو اپنے پاس بُلا کر دنیا کے سامنے ان رضا کاروں کو پیش کر کے اُن کا مختصر تعارف کروایا)

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ یوکے کے دوران نازل ہونے والی برکات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائیدات کا ایمان افروز تذکرہ

جلسے کا ماحول اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ماحول ہوتا ہے کہ ہر سعید فطرت پر یہ نیک اثر ڈالتا ہے

مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے جلسہ اور اس کے انتظامات کے متعلق نیک تأثرات کا روح پرور بیان

بعض انتظامی کمیوں کو دُور کرنے کے لئے اہم ہدایات

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05؍ستمبر 2014ء بمطابق 05 تبوک 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

الحمد للہ! گزشتہ ہفتے جلسہ سالانہ یوکے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے اپنی برکات سے ہمیں مستفیض کرتے ہوئے منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شامل ہونے والوں نے اور دنیا میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے تمامتر برکات دیکھیں اور ان سے فائدہ اٹھایا۔ ہر ملنے والا اور بے شمار لکھنے والے یہی کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ نظام میں ہر معاملے میں بہت بہتری تھی۔ مقررین کی تقریریں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اعلیٰ رنگ میں تیار ہوئی ہوئیں تھیں۔ علمی اور روحانی تھیں۔

جلسے کے بعد کے خطبے میں مَیں جلسے کے دوران نازل ہونے والی برکات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائیدات کا ذکر کرتا ہوں۔ لوگوں کے تاثرات بھی بیان کرتا ہوں جو مہمان آئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بعض انتظامی باتیں جن میں کمیاں رہ گئی ہوں ان کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ تو بہرحال آج اسی حوالے سے کچھ کہوں گا۔

جلسے کا ماحول اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ماحول ہوتا ہے کہ ہر سعید فطرت پر یہ نیک اثر ڈالتا ہے۔ بعض غیر از جماعت اور غیر مسلم لوگ صرف اس لئے جلسے میں شامل ہوتے ہیں کہ دیکھیں ان سے تعلق رکھنے والے احمدی ان غیر از جماعت دوستوں کو جلسے کی برکات کے بارے میں جو بتاتے ہیں وہ کس حد تک صحیح ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور جب یہ غیر دوست یہاں آ کر جلسے میں شامل ہوتے ہیں تو پھر اکثر یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں جلسے کے بارے میں بتایا گیا اس سے بہت زیادہ ہم نے مشاہدہ کیا۔ اور بعض پر اس کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ بیعت کر لیتے ہیں۔ اس دفعہ بھی دو مہمانوں نے جو رشیا سے تھے جلسے کا ماحول دیکھ کر بیعت کی۔ اسی طرح گوئٹے مالا اور چلّی اور کوسٹاریکا کے امریکن ممالک کے بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے جلسے پر عالمی بیعت کے دوران تو بیعت نہیں کی لیکن انتہائی متأثر تھے۔ تمام جلسہ سنا پھر مجھ سے ملاقات کی اور کہنے لگے ہمیں افسوس ہے کہ ہم بیعت نہیں کر سکے۔ ہمارے دل بالکل اس طرف مائل ہیں۔ ہم نے حقیقت کو، سچائی کو پہچان لیا ہے، سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھا ہے کہ کس طرح جماعت پر نازل ہوتے ہیں اور ہم بھی اب بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری بیعت لے لیں۔ چنانچہ کل ایسے چھ افراد، چار مرد اور دو خواتین نے ظہر کی نماز کے بعد بیعت کی۔

بعض لوگ جو شامل ہوتے ہیں ان کے تأثرات تو میں بیان کروں گا لیکن ان بیعت کرنے والوں کے تأثرات مَیں پہلے بیان کرتا ہوں جنہوں نے وہاں بیعت نہیں کی تھی لیکن کل کی۔ ان میں سے ایک دوست سمیع قادر صاحب ہیں جو گوئٹے مالا میں رہتے ہیں۔ اردن سے ان کا تعلق ہے۔ کاروبار کے سلسلے میں وہاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس جلسے میں باہمی اخوت و محبت کی وہ عملی صورت دیکھی جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے بہترین انتظامات، نظم وضبط، احباب کا اخلاص و وفا اور باہمی ہمدردی اور اخوت کے جذبے نے بہت متأثر کیا۔ اور اس حدیث مبارکہ کی عملی تصویر دیکھی کہ مومنین کی باہم محبت و اخوت کی مثال اس جسم کی طرح ہے کہ جس کے ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کارکنان جلسہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اسی طرح کوسٹاریکا سے آنے والے وفد میں حیدر سَبِیْلِیَا صاحب شامل تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے جماعت احمدیہ کے اعلیٰ انتظام نے بہت متأثر کیا۔ جماعت احمدیہ کے ہر ممبر کا اپنے ذمہ لگائی گئی ڈیوٹی کو اخلاص کے ساتھ ادا کرنے نے از حد متأثر کیا۔ مَیں دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگوں سے مل کر، ان سے گفتگو کر کے اور ان کے ساتھ باہمی تبادلہ خیالات کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ جلسے میں شمولیت سے حقیقی اسلام کی طرف میری توجہ مزید بڑھی ہے اور اس حوالے سے اخلاص اور ایمان نے ترقی کی ہے۔ اور خلیفہ وقت کے خطابات، نصائح اور رہنمائی بغیر شیعہ اور سنّی کی تمیز کے تمام مسلمانوں کے لئے ہیں۔

پھر کوسٹاریکا سے ہی ایک خاتون ڈیانا نعیمہ (Diana Naima) صاحبہ کہتی ہیں۔ جلسے میں شمولیت ایک انوکھا تجربہ تھا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مختلف اقوام و نسل کے لوگوں کے باہمی پیار و محبت نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔ اس فضا نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد کروا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ترقی کرے گی اور اس کے ذریعے اسلام کا محبت بھرا پیغام بھی پھیلتا چلا جائے گا۔ انہوں نے بھی کل بیعت کی ہے۔

اسی طرح کل بیعت کرنے والوں میں گوئٹے مالا، چلّی، کوسٹاریکا سے آنے والے جیسا کہ میں نے کہا چار مرد اور خواتین تھیں۔ ان سب نے (جلسہ کا) سارا نظارہ دیکھ کر، عالمی بیعت کا نظارہ دیکھ کر جب ان کو مکمل شرح صدر ہوا تو پھر انہوں نے بیعت کی۔

پس جماعت احمدیہ جو اسلام کا خوبصورت پیغام دیتی ہے اور بغیر دوسروں پر گند اچھالے، بغیر کسی پر تنقید کئے ایک وحدت پر جمع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور پھر اس کا پیار اور محبت کا جو نظارہ ہر آنے والے کو نظر آتا ہے۔ آپس میں سلوک کا، دوسروں سے سلوک کا جو نظارہ ہر آنے والا دیکھتا ہے۔ وہ ہر ایک کو مجبور کرتا ہے کہ حقیقی اسلام کے اس نمونے کو دیکھ کر اس کا حصہ بنیں۔ یا کم از کم یہ ضرور ہوتا ہے کہ اسلام پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان کا اثر یہاں آ کر ہمیں دیکھنے والوں پر سے زائل ہو جاتا ہے۔ یہ نظارے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ ہمیں دکھاتا رہا، اب بھی دکھا رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نہ ہی اسلامی تعلیم کبھی پرانی ہوئی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات کا ہاتھ کبھی جماعت احمدیہ پر سے اٹھایا ہے۔

ایک دفعہ ایک خاندان نے پاکستان میں مجھے بتایا کہ ان کی ایک بزرگ خاتون تھیں جو جماعت کی مخالف تھیں لیکن خاندانی نظام وہاں کا ایسا ہوتا ہے کہ اکٹھے رہتے تھے۔ کبھی وہ جلسے پر نہیں آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ مجبوری ہوئی، ان کو ساتھ ربوہ جانا پڑ گیا اور پھر بہانے سے ان کے رشتے دار اُن کو جلسے پر بھی لے گئے۔ سارا نظام بھی دکھایا۔ وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ ربوہ والے جادو کر دیتے ہیں اس لئے وہاں نہیں جانا۔ بہرحال جلسے کا ماحول دیکھ کر، تقریریں سن کر، لنگر خانوں کا نظام دیکھ کر انہوں نے بیعت کر لی۔ یہ خلافت ثانیہ کا واقعہ ہے جو ایک خاندان نے مجھے بتایا تھا۔ پھر ہر خلافت کے دَور میں ہم نے یہی کچھ دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب بھی کوئی جلسے پر آیا نیک اثر لے کر گیا یا نیک اثر نے اس کو گھائل کیا اور بیعت کر کے اس سلسلے میں شامل ہو گیا۔ پس یہ نشان ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی یہ دلیل ہے۔ یہ خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا نشان ہے۔ جو باتیں ہم دیکھتے ہیں یہ انسانی کوششوں سے تو پیدا نہیں ہو سکتیں۔

جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ جلسے کا ماحول ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے اور اس

میں شامل ہونے والا ہر احمدی اور ہر کارکن ایک خاموش مبلغ ہوتا ہے۔ تمام غیر مہمان یہ نظام دیکھ کر کہ خاموشی سے سب کام ایک دھارے میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی panic نہیں۔ کوئی افراتفری نہیں ہے۔ کہیں کوئی سختی یا سخت کلامی نظر نہیں آتی بلکہ مسکراتے چہرے نظر آتے ہیں۔ چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھے مرد عورتیں خدمت کے جذبات سے سرشار ہوتے ہیں۔ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ چیزیں دیکھ کر غیروں پر جماعت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور جو احمدی پہلی بار جلسے میں شامل ہوئے ہوتے ہیں ان کے ایمان میں بھی یہ ماحول بے انتہا ترقی کا باعث بنتا ہے بلکہ ہمیشہ شامل ہونے والے بھی نئے سرے سے چارج ہوتے ہیں اور اپنے ایمان و ایقان میں ترقی اور اضافہ کر کے یہاں سے جاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو نیک نیتی سے اور بعض عادتاً بھی یہ بات کرتے ہیں کہ انہوں نے نقائص تلاش کرنے ہوتے ہیں اور ایسے ناقدین کا بھی اس دفعہ عموماً یہ اظہار رہا ہے کہ کارکنان کی خوش مزاجی کا معیار پہلے سے بہتر تھا۔

جلسہ کے مہمانوں کے بھی تأثرات پیش کرتا ہوں۔ اس دفعہ کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی باندوندو بونیفا این تَوَ ابَو شِئیوا (Boniface Ntwa Boshie Wa) صاحب پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ موصوف نے تینوں دن جلسہ کی مکمل کارروائی دیکھی۔ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سنی۔ نمازوں کے دوران بھی جلسہ گاہ میں رہتے۔ عالمی بیعت بھی انہوں نے دیکھی۔ یہ کہتے ہیں یہاں ہر کوئی ایسے مل رہا ہے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ ہر کوئی سلام کر رہا ہے۔ یہی حقیقی محبت ہے۔ یہی حقیقی مذہب اور دین ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے صوبائی سطح پر ایک پروگرام منعقد کرنا تھا جس میں پہلے دن ہی بدانتظامی کی وجہ سے 26 افراد کی موت ہوگئی۔ چنانچہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ لیکن مَیں حیران ہوں کہ جلسے میں ہزاروں افراد کے مجمع میں کوئی چھوٹی سی بدنظمی نہیں ہوئی۔ کئی دھکم پیل اور فساد نہیں ہوا۔ کسی کی موت ہونا تو دُور کی بات ہے کسی نے اونچی آواز سے بات تک نہیں کی۔ چھوٹے بچوں کو ڈیوٹی دیتا دیکھ کر بڑے جذباتی تھے۔ کہتے ہیں یہ ننھے بچے پانی یا کوئی اور کھانے کی چیز اس پیار اور محبت سے پیش کرتے ہیں کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود ان بچوں کو انکار کرنے کا دل نہیں کرتا۔ چھوٹی عمر کے بچوں کی عام طور پر یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چیز خود لینا چاہتے ہیں لیکن جماعت نے ان بچوں کی ایسی تربیت کر دی ہے کہ اس عمر سے ان کو دوسروں کے لئے جذبات قربان کرنے کی عادت پڑ گئی ہے اور انتہائی چھوٹی عمر سے دوسروں کے آرام اور سکون کو اپنے آرام پر ترجیح دینے لگے ہیں۔ یقیناً یہ بچے بڑے ہو کر دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہیں بنیں گے بلکہ دوسروں کی خدمت کرنے والے ہوں گے۔ اور جلسے کے بعد جب وہ اپنی ایمبیسی میں گئے ہیں تو وہاں انہوں نے اپنے ایمبیسیڈر کے سامنے اس طرح اظہار کیا کہ میں نے کئی ملکی اور غیر ملکی بڑی بڑی کانفرنسز میں شرکت کی ہے لیکن جو حسن انتظام یہاں جلسے میں نظر آیا وہ کہیں اور نہیں دیکھا۔

پھر بینن کے وزیر داخلہ فرانسس ہوسو (Francis Houessou) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے پاس الفاظ نہیں جن سے میں جلسے کے انتظامات کی تعریف کرسکوں۔ بہت عمدہ اور منظّم جلسہ تھا۔ میں نے جماعت کے لوگوں میں رضا کارانہ طور پر دوسروں کی خدمت کرنے کا غیر معمولی جذبہ دیکھا ہے۔ یہ جذبہ ہر احمدی کی روح کی غذا بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے بچوں بڑوں کو حتی کہ بوڑھوں کو دیکھا کہ انہیں اپنے کھانے پینے کی فکر نہیں تھی۔ اگر فکر تھی تو بس ایک چیز کی کہ ہمارا جلسہ کامیاب ہو۔ اپنے مقاصد کے حصول میں اتنی محنت کرنے والے لوگ مَیں نے کبھی نہیں دیکھے۔ کہتے ہیں مَیں نے دنیا دیکھی ہے۔ امریکہ جیسے سپر پاور کے انتظامات بھی دیکھے ہیں مگر بڑی بڑی طاقتوں کو بھی اس طرح کے منظّم اور پُر امن انتظام کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تو بالکل چھوٹی عمر کے بچے بھی رضا کارانہ ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور جو ہدایات انہیں ملتی ہیں بڑے شوق سے ان کی پابندی کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں جماعت کی عالمی طاقت کا راز یہی ہے کہ جماعت کو ایک خلیفہ ملا ہوا ہے۔ مَیں برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے۔ آج زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو بھائی چارے کی تعلیم دیتی ہے، صبر کی تلقین کرتی ہے اور امن کے قیام کی علمبردار ہے۔

یوگنڈا کے ڈیفنس منسٹر ڈاکٹر کرسپس چیونگا (Dr. Crispus Kiyonga) نے جلسے میں شمولیت کی۔ کہتے ہیں جلسے کی کیفیت کا نظارہ بیان سے باہر ہے۔ باقاعدہ دو دن جلسے کی کارروائی دیکھی اور نمائش بھی دیکھی۔ ان کی مجھ سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہ کہنے لگے کہ اتنا ڈسپلن تو آرمی پیدا کرسکتی ہے۔ اس پر اُن کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ کی آرمی بھی نہیں پیدا کرسکتی۔ تو کہتے ہیں بڑی صحیح بات کہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اس قسم کا ڈسپلن تو دنیا کی کوئی آرمی بھی نہیں پیدا کرسکتی۔

یونان سے آنے والوں مہمانوں میں انٹی گونی (Antigoni) اور پَانَا گی یُوتِس (Panagiotis)، بہر حال جو بھی ان کا نام ہے شامل تھے۔ اس میں پَانَا گی یُوتِس (Panagiotis) صاحب کو جماعتی لٹریچر کا گریک ترجمہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسے سے واپس جا کر انہوں نے ایک ای میل بھجوائی جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں اس قدر پُر امن مجمع کو جو ایک دوسرے کو پیار اور محبت دینے کے لئے اور دعائیں کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو دوسروں کی مدد اور خدمت کے لئے یکجا ہوتے دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ دوسروں کو فقیر سمجھ کر مدد نہیں کرتی بلکہ ایسے پروجیکٹ کرتی ہے جس سے غریب لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔ ایسی کمیونٹی جو دوسروں کی اتنی مدد بھی کر رہی ہو لیکن اس کے باوجود عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنے والی ہو کوئی عام بات نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ جلسے کے دوران کسی کو ہم نے کسی بھی چیز کی شکایت کرتے نہیں سنا اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا چہرہ دیکھا جس میں مسکراہٹ نہ ہو اور نہ ہی کسی کو اونچی آواز میں بات کرتے دیکھا۔ ہر ایک رضا کار پوری جان لگا رہا تھا اور سخت محنت کے باوجود ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ یہ جامعہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں کے کارکنوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ مہمان جامعہ کو اپنا گھر ہی سمجھیں۔

نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر اسحاق صاحب تھے۔ کہتے ہیں جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے تھے۔ ائیر پورٹ سے ریسیو کرنے سے لے کر جلسہ کے اختتام تک ہر پہلو سے تمام انتظامات بہترین تھے۔ جلسہ کی تقاریر بہت عمدہ تھیں۔ میں نے پہلی مرتبہ عالمی بیعت کا نظارہ دیکھا۔ بہت ہی جذباتی نظارہ تھا۔ اس نظارے نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔ جلسہ سالانہ کے اجلاسات میں جب خلیفۃ المسیح موجود ہوتے تھے تو یہ نظارہ بہت روح پرور اور جذباتی ہوتا یہاں تک کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے کہ کس طرح ہزاروں کی تعداد میں لوگ اپنے امام کے سامنے سر تسلیم خم کئے بیٹھے ہیں۔ ایسا نظارہ میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ جو پیار و محبت احباب جماعت نے اس جلسے کے دوران اور بعد میں دیا وہ مَیں واپس جا کر بتاؤں گا کہ تمام امّت مسلمہ کو اسی بہترین نمونے کو اپنانا چاہئے۔

نائیجیریا سے ایک اخبار نیشنل مرر کی اسسٹنٹ ایڈیٹر سکینہ لوّال صاحبہ آئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے پر آکر احساس ہوا کہ جماعت کا ہر فرد ایک دوسرے سے پیار و محبت کا تعلق رکھتا ہے۔ ہر آدمی مسکرا کر ملتا اور ہر وقت ایک دوسرے کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے۔ مجھے بطور جرنلسٹ کام کرتے ہوئے اٹھارہ سال ہوگئے۔ مَیں برملا اس بات کا اظہار کرتی ہوں اور یہ بات کہنے پر فخر محسوس کرتی ہوں کہ تمام مسلمان تنظیموں میں سے جماعت احمدیہ ہی وہ واحد تنظیم ہے جو اسلامی حکموں پر عمل کرتی ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات تمام پہلوؤں سے ہر لحاظ سے مکمل تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ ہر مرد و عورت بوڑھا بچہ بہت پیار اور دوستانہ طریقے سے ملتا تھا۔ کسی اسلامک پروگرام میں ایسا نہیں دیکھا۔

پس یہ جو غیروں کے اثر ہیں یہ صرف سننے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمیں ہمیشہ اپنی حالتوں پہ یہ کیفیت طاری رکھنی چاہئے۔

پھر بیلجیئم کے ایک شہر کستارلی (Kasterlee) کے میئر جو فلیمش پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں، وہ آئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس جلسے میں شامل ہو کر مجھے اسلام کی اصل تعلیم کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی۔ نیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ کس طرح اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کے آپس میں پیار اور محبت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں نے جماعت کے لوگوں کو صرف لوکل سطح پر دیکھا تھا لیکن جلسہ میں شامل ہو کر عالمی سطح پر بھی جماعت کے لوگوں کو دیکھا ہے اور مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت جو کہتی ہے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ جلسے کے اس قدر اعلیٰ انتظامات کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ مَیں یہاں سے اپنے ساتھ پیار اور محبت لے کر واپس جا رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے مجھے حقیقی اسلام کی تعلیم بتائی ہے۔ میں ہیومینٹی فرسٹ اور انجینئیرز ایسوسی ایشن کے سٹالوں پر بھی گیا ہوں۔ وہاں جا کر مجھے پتا چلا کہ جماعت انسانیت کی کس قدر خدمت کر رہی ہے۔ میرے لئے یہ سب باتیں حیران کن تھیں۔ میرے دل میں جماعت کی قدر پہلے سے بڑھ گئی ہے۔

بیلجیئم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر اور کونسلر جلسہ میں شامل تھے۔ کہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق جو کچھ ہم نے میڈیا میں دیکھا تھا جلسے میں آ کر بالکل اس کے برعکس دیکھا ہے۔ اسلام کا جو نقشہ آپ نے پیش کیا ہے وہی حقیقی اسلام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی تعلیم بہت ہی پیاری ہے۔ کہتے ہیں آپ اسلام کی حقیقی تعلیم بیان کر کے تمام بنی نوع انسان کو جو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنا چاہتے ہیں وہ یقیناً ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ مَیں نے اپنے شہر میں دیکھا تھا کہ جماعت انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں رہتی ہے لیکن جلسے میں آ کر مجھے معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ تو پوری دنیا میں انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔ میری نظر میں اس وقت دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو انسانیت کی اس حد تک خدمت کر رہا ہو اور دنیا میں پیار اور محبت اور امن کی تعلیم پھیلا رہا ہو۔ مَیں نے جلسے پر ڈیوٹیاں دینے والوں کو بھی دیکھا۔ مَیں اس بات سے بہت متاثر ہوا کہ ڈیوٹیاں دینے والے یہ لوگ مہمانوں کی خدمت کر کے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے خیال آیا کہ اگر ہمارے ملک میں بھی لوگ اسی طرح اسی جذبے

سے کام کرتے تو ہمارا ملک ان مالی مشکلات سے دو چار نہ ہوتا جن سے آج کل ہم گزر رہے ہیں۔

پھر بیلجیم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر کی اہلیہ کہتی ہیں۔ مَیں عورتوں کے جلسے میں بھی گئی۔ وہاں مجھے جو پیار اور محبت ملا اس کی مثال میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ جب خلیفۃ المسیح عورتوں کے جلسہ گاہ میں آئے تو ایک عجیب ماحول تھا۔ اتنی کثیر تعداد میں عورتیں وہاں موجود تھیں لیکن ہر طرف خاموشی تھی۔ پھر جب خلیفۃ المسیح نے خطاب فرمایا تو ہزاروں کی تعداد میں موجود عورتوں نے مکمل خاموشی کے ساتھ خطاب سنا۔ عورتوں کے بارے میں اسلامی تعلیم کے حوالے سے جو سوالات میرے ذہن میں تھے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے ان سوالوں کے جوابات مل گئے۔ پھر کہتی ہیں کہ مَیں شروع میں جب عورتوں کے جلسہ گاہ میں گئی تھی تو میرے دل میں ایک خوف سا تھا لیکن جب خلیفۃ المسیح کا خطاب سننا شروع کیا تو میرا سارا خوف دُور ہو گیا۔

بیلجیم سے ایک زیرِ تبلیغ دوست شوبام میمد (Chauboum Ahmad) صاحب تھے کہتے ہیں کہ ایک لمبے عرصے سے احمدیت کا تعارف تھا اور پہلی مرتبہ احمدیوں کے جلسے میں شرکت کی ہے۔ جلسے میں جو تین دن گزارے اور سب کچھ دیکھا مَیں برملا کہتا ہوں کہ احمدیت ہی اسلام کی صحیح تصویر ہے۔ میں نے یہاں پر لوگوں کو سجدے میں روتے دیکھا ہے۔ اس کا گہرا اثر ہے۔

مالٹا سے ایک سوشل ورکر کینتھ کریمونا (Kenneth Cremona) صاحب بھی آئے تھے جو معذور افراد کی دیکھ بھال کا کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں جو بات سب سے زیادہ اچھی لگی وہ یہ تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے اور پانی پلانے کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ پھر کہنے لگے کہ مجھے یہ بات بڑی اچھی لگی کہ خلیفۃ المسیح نے جلسے سے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت کریں اور ہر حکم مانیں خواہ یہ حکم، یہ ہدایت کسی چھوٹے بچے کی طرف سے کیوں نہ ہو۔ کہنے لگے کہ مَیں نے جلسہ سے متعلق ہدایات پر مشتمل ایک کتابچہ دیکھا جس میں لکھا تھا کہ کھانا اتنا ہی لیں جتنی ضرورت ہے۔ زائد کھانا ڈال کر ضائع نہ کریں۔ یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ کس طرح چھوٹی چھوٹی بات کا یہ جماعت خیال رکھتی ہے۔ اور یہ باتیں لوگ پھر نوٹ بھی کرتے ہیں۔

مالٹا سے ایک صحافی اِوَان بارتَولو (Ivan Bartolo) صاحب آئے تھے۔ ٹی وی پر ایک پروگرام کی میزبانی بھی کرتے ہیں۔ تین سال سے جماعت سے ان کا تعلق ہے۔ انہوں نے میرا انٹرویو بھی لیا۔ خواہش تھی کہ انٹرویو لیں۔ کہتے ہیں کہ میرے لئے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ 125 سال میں جماعت نے اس قدر ترقی کی ہے کہ دنیا کے 206 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ یہ یقیناً الٰہی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جلسے پر ہر چیز منظّم اور باقاعدہ ایک ترتیب کے مطابق تھی اور جہاں نظام اور ترتیب ہو وہاں خدا ہوتا ہے۔ یہ عیسائی ہیں اور عیسائیوں کے تأثرات ہیں۔ انہوں نے میرا انٹرویو لیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ وہ اپنے ملک جا کے اپنے ٹی وی کے لئے جماعت کے بارے میں ایک گھنٹے کی ایک ڈاکومنٹری بھی بنائیں گے۔

اس کے علاوہ مالٹا سے مائیکل گریک (Michael Grech) صاحب جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ کالج میں فلاسفی پڑھاتے ہیں۔ اخبارات اور رسائل میں مضامین بھی لکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں جلسہ سالانہ کی کارروائی اور تقاریر پر مشتمل ایک جامع تفصیلی مضمون لکھنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں اور اس جلسے میں بیان کئے گئے دینی و دنیوی فلاح و بہبود سے متعلق بیان فرمودہ زرّیں نصائح اور اصولوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

فرنچ گیانا سے بھی احمدی اور غیر احمدی مہمان جلسے میں آئے تھے۔ ان مہمانوں میں ایک غیر احمدی مہمان مسٹر تھیری ایٹی کوٹ (Mr. Thierry Atticot) تھے جو کہ تاریخ کے پروفیسر ہیں اور عقیدے کے لحاظ سے عیسائی ہیں۔ کہتے ہیں جب مجھے جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت ملی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مجھے یہ لوگ کیوں دعوت دے رہے ہیں۔ بعض ویڈیوز بھی مجھے دکھائی گئیں۔ سمجھایا بھی گیا لیکن پھر بھی جلسے کی اہمیت کا اندازہ نہیں تھا۔ لیکن اب خود جلسے پر آ کر مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ اس جلسے کی جماعت میں کیا حیثیت ہے بلکہ پوری دنیا کے لئے یہ جلسہ کتنا اہم ہے۔ دنیا کو ایسے جلسوں کی ضرورت ہے جس میں 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' نعرہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جلسے کی کارروائی کے آغاز میں جو تلاوت قرآن کریم ہوتی تھی اس سے بھی میری روح کو ایک عجیب لطف پہنچتا تھا جسے مَیں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اب میں نے ان تلاوتوں کی آڈیو بھی لے لی ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ میرے لئے سکون کا موجب ہو گی۔

پھر اس دفعہ یہاں سے بھی اور باہر کے ملکوں سے بھی مختلف پریس کے کافی جرنلسٹس بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک ہندو جرنلسٹ نے کہا کہ میری ماں نے مجھے منع کیا تھا کہ مسلمانوں کے فنکشن پر نہ جاؤ۔ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ تمہیں مار مُور دیں گے اور پتا بھی نہیں لگے گا کہ کہاں گئی ہو۔ خیر کہتی ہیں لیکن مَیں نے اپنی ماں کی بات نہیں مانی۔ مجھے یہاں جو تجربہ ہوا ہے اب مَیں اپنی ماں کو جا کر کہوں گی کہ احمدی ہم سے زیادہ پُرامن ہیں۔ اور ایسی ان کی باتیں خوبصورت ہیں اور تعلیم خوبصورت ہے کہ تمہیں بھی جا کے دیکھنی چاہئے۔ کہتی ہیں شکر ہے کہ میں اس جلسے سے محروم نہیں رہی۔

پھر Belize جس میں اس دفعہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ وہاں کی ایک جرنلسٹ مریم عبدل صاحبہ آئی ہوئی تھیں۔ یہ بلیز کے کرَیم (Krem) ٹی وی کی معروف اینکر بھی ہیں۔ موصوفہ نے جلسے میں شمولیت کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا تجربہ میری توقعات سے زیادہ خوشگوار رہا۔ ڈیوٹی پر موجود سارے لوگ بہت محبت اور احترام سے پیش آئے۔ پھر کہتی ہیں جماعت کے ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' نے مجھ پر بہت اچھا اثر چھوڑا ہے۔ میں نے اس ماٹو پر بہت غور کیا اور گزشتہ چند دنوں میں مجھے ہر طرف سے صرف اور صرف محبت ہی دیکھنے کو ملی۔ اس جماعت نے مجھے بہت کچھ دیا ہے۔ میں اس پر شکر گزار ہوں اور ہمیشہ اسے یاد رکھوں گی۔ اور کہتی ہیں کہ اس کے علاوہ مَیں تمام ڈیوٹیاں دینے والوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ کٹر سنّی خاندان میں پیدا ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں میرا باپ بڑا سخت مسلمان تھا جس کی وجہ سے مجھے ردّعمل ہوا اور میں نے بڑے ہو کر اسلامی احکامات پر عمل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ پردہ، سکارف اور بہت ساری ایسی باتیں جن کا غلط رنگ میں یا صحیح رنگ میں دوسرے مسلمانوں میں رواج ہے۔ ان میں اتنی سختی تھی کہ میں اسلام کی تعلیم سے دور ہو گئی۔ بڑی ہوئی تو سکارف حجاب سب کچھ اتار کے پھینک دیا۔ لیکن کہتی ہیں خدا تعالیٰ پر مجھے بہرحال یقین ہے۔ لیکن جلسہ سالانہ میں یہاں آ کر مجھے ایک انوکھا تجربہ ہوا ہے۔ یہاں میں نے کسی عورت کو پابند اور جکڑا ہوا نہیں دیکھا۔ ہر لڑکی، ہر عورت آزاد تھی۔ میں نے عورتوں اور بچیوں کو دیکھا۔ وہ آزادانہ طور پر پھر رہی تھیں۔ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ بازار میں جا رہی تھیں۔ ایک دوسرے کو محبت سے مل رہی تھیں۔ اس نے میرے اندر یہ سوچ پیدا کر دی ہے کہ اگر میں احمدی مسلمان گھر میں پیدا ہوئی ہوتی تو میری روش باغیانہ نہ ہوتی۔ میں نے یہاں بہت سی دوست بنائی ہیں۔

پس احمدی خوش قسمت ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کو احمدی گھروں میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور کچھ کو احمدی ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ان باتوں سے بچا کے رکھا جو باغیانہ روش پیدا کرتی ہیں۔ بعض احمدی بچیوں میں بھی ردّعمل ہوتا ہے، ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غیر آ کر ہمارے سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی جو خوبصورت تعلیم ہے یہ ہر ایک کے لئے ایسی تعلیم ہے جس کا فطرت تقاضا کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک جرنلسٹ نے کہا کہ مَیں نے کبھی اپنے چرچ میں بھی اتنی عزت نہیں دیکھی جتنی میری یہاں ہوئی ہے۔ کہتی ہیں باقاعدہ چرچ جاتی ہوں اور بڑی مذہبی عورت ہوں۔ نہ میں نے کبھی شراب پی ہے، نہ سگریٹ نوشی کی ہے۔ یہ سب برائیاں ہیں ان کو مَیں برا سمجھتی ہوں۔ لیکن کہتی ہیں کہ جو بھی ہے یہاں میں نے اپنے آپ کو بہت خاص محسوس کیا۔

قزاقستان سے ایک غیر از جماعت دوست آرتی میف صاحب کہتے ہیں کہ مَیں دل کی گہرائیوں سے خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کی انتظامیہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس جلسے پر مدعو کیا اور کچھ کہنے کا موقع دیا۔ جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی سب سے پہلی دعوت مجھے پندرہ سال پہلے دی گئی تھی اور جماعت احمدیہ کے بارے میں میری تحقیق اس وقت سے جاری ہے جب سے قزاقستان میں احمدیت کی ابتدا ہوئی ہے۔ ایک مذہبی سکالر کی حیثیت سے جسے مختلف مذاہب پر تحقیق کرتے نصف صدی کا عرصہ گزر چکا ہو اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ میرا تجربہ ہے۔

پھر کہتے ہیں مجھے سب سے زیادہ پُرکشش آپ کی جماعت کا ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' لگتا ہے۔ یہ نظریہ بیسویں صدی کے آخر میں رونما ہونے والا ایک انقلاب تھا اور مذہب اسلام کے ایک روشن اور تابندہ باب کا آغاز تھا جس کے بارے میں آج تک کبھی دوسری اسلامی تحریکات نے توجہ نہیں کی۔ کہتے ہیں اس دَور میں ہم سب دنیا میں ہونے والے پریشان کن واقعات و حالات کے گواہ ہیں۔ جہاں انتہا پسندی اپنے عروج پر اور مذہبی برداشت اور رواداری ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو اپنے انسانیت دوست کاموں سے، اس دنیا کو دوبارہ اسی نور سے روشن کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو مذہب اسلام ابتدا ہی سے اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہتے ہیں آج جماعت احمدیہ عالم اسلام میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والی اور سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلنے والی جماعت ہے۔ اور یہ بات منطقی طور پر بھی اس لئے درست ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات اس وقت کروڑوں لوگوں کے دلوں کے قریب ہیں۔ یہ تعلیمات قزاق قوم کے دلوں کے بھی قریب ہیں اور زیادہ قابلِ فہم ہیں۔ اور یہی بات وہاں موجود اسلام کے نام نہاد علماء کو بھی خوف میں مبتلا کئے ہوئے ہے جن کی پوری کوشش ہے کہ اسلام احمدیت کو نقصان پہنچائیں۔

وہاں کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرغیزستان، قازقستان میں احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

سیرالیون سے آنے والے وفد میں ڈاکٹر عثمان فوفا صاحب جو انٹر ریلیجس کونسل سیرالیون کے جنرل

سیکرٹری ہیں۔ پھر ایک پروفیسر کریم صاحب یونیورسٹی میں سائنس کے شعبہ کے ہیڈ ہیں اور سیرالیون مسلم کانگرس کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ پھر ایمبو بنگورا صاحب جو ملک کے دارالحکومت فری ٹاؤن میں رولنگ پارٹی کے چیئر مین ہیں شامل تھے۔ یہ جو بنگورا صاحب ہیں انہوں نے اللہ کے فضل سے بیعت بھی کر لی ہے۔ ملاقات کے دوران انہوں نے کہا کہ جلسہ سالانہ کی کارروائی سیرالیون کے ٹی وی نے لائیو نشر کی ہے اور صدر مملکت سیرالیون نے بھی جلسہ کی کارروائی دیکھی۔ جب ٹومی کالون صاحب نے تقریر ختم کی تو صدر مملکت نے جلسہ گاہ میں اپنے وفد کے ممبران کو فون کر کے جلسے کی مبارکباد دی۔

اس سال ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کے منسٹر آف لیگل افیئرز مسٹر پرکاش رمادار (Mr. Prakash Ramadhar) بھی شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ کمیونٹی کے ممبرز کا خلیفۃ المسیح کے لئے جو پیار تھا انسان اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جہاں تک جلسے کی بات ہے تو ہر چیز زبردست تھی۔ وہاں کام کرنے والوں کا اخلاص اور جذبہ اس حقیقت پر گواہ تھا کہ یہ جماعت کسی انسان کی بنائی ہوئی جماعت نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کہتے ہیں مَیں جلسے میں شامل ہو کر اندر سے ہل گیا ہوں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمانداری، انکساری اور اخلاص کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

کروشیا سے نو افراد پر مشتمل وفد جلسے میں شامل ہوا۔ ان میں سے پانچ کیتھولک خواتین تھیں جن میں سے چار یونیورسٹی کی طالبات اور ایک خاتون میوزیم ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہیں۔ اس کے علاوہ چار مرد احباب تھے۔ جن میں ایک زاغرب میں مسلم عربک سینٹر کے ہیڈ تھے اور باقی تین کیتھولک تھے۔ عربک سینٹر کے ڈائریکٹر علی بیگووچ کہنے لگے کہ میں نے دنیا کے مختلف ممالک میں بے شمار ایونٹس (events) میں شمولیت کی ہے لیکن احمدیہ جماعت کے جلسے میں جس اخلاص اور محبت سے بچے خدمت بجا لا رہے تھے یہ منظر مَیں نے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔ جامعہ کے جو کارکنان یعنی سٹوڈنٹ بچے، کارکن، والنٹیرز ہماری خدمت کر رہے تھے کہتے ہیں ان کے طریق خدمت نے سب کے دل موہ لئے۔

وفد کی ایک رکن ساندرا صاحبہ جو میوزیم ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہیں کہنے لگیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کارکنان کب آرام کرتے ہیں۔ جب دیکھو ڈیوٹی پر مستعد ہوتے ہیں۔ کہنے لگیں کہ ایسے فدائی رضا کار مَیں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ پھر عالمی بیعت کی تقریبات خصوصاً سجدہ شکر اور لوگوں کا گریہ و زاری سے دعائیں مانگنا ہم سب کے لئے باعث حیرت تھا۔

پھر ایک رکن مایا صاحبہ جو زاغرب یونیورسٹی میں مذاہب عالم میں سٹڈی کر رہی ہیں اور انہوں نے مجھ سے کئی سوال جواب بھی کئے۔ وہ کہتی ہیں ان جوابوں سے مَیں بڑی مطمئن ہوئی ہوں۔ میری کافی تسلی ہو گئی ہے۔ کہنے لگے دیگر مسلمان اور دنیاوی رہنما بھی خلیفۃ المسیح سے رہنمائی لیں تو بہت سارے مسائل پُر امن طریقے پر حل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے سوال یہ کیا تھا کہ لوگ تہذیب یافتہ معاشرے میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود پھر تشدد کی طرف مائل کیوں ہیں، جہادی کیوں بن رہے ہیں؟ اس کا مَیں نے ان کو کافی تفصیل سے جواب دیا تھا۔ بہر حال ان کی کافی تسلی ہوئی۔

کروشیا سے انگلش اور فرنچ میں ماسٹرز کی طالبہ روبرٹا نے بھی مختلف مذاہب کے اکابرین اور امن کے حصول کے متعلق سوال کیا تھا۔ پھر کہتی ہیں جواب سے میری بڑی تسلی ہو گئی۔

ہیٹی سے گیری گیتو (Gary Guiteau) جو کہ ہیٹی میں منسٹری آف کلچر کے ڈائریکٹر ہیں، جلسے میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک ہیٹی سے پہلی بار کوئی بھی حکومتی نمائندہ جماعت احمدیہ کے اس عظیم الشان جلسہ میں شامل ہوا ہے۔ مجھے اس جلسے میں شرکت کر کے بیحد خوشی محسوس ہوئی ہے۔ آپ کا نظام دیکھ کر مَیں یہ برملا کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ تمام دنیا کے لئے ایک مثالی جماعت ہے۔ جلسے میں تمام رضا کاروں کو ایک خاص جذبے کے ساتھ کام کرتے دیکھ کر بہت حیرانگی ہوتی ہے اور رشک آتا ہے۔ ان رضا کاروں میں سب شامل ہیں۔ چھوٹے بڑے مرد و زن سب شامل ہیں۔ بعد میں ان کو مسجد کا وزٹ بھی کرایا گیا۔ مسجد میں یہ گئے تو بڑے احترام سے اپنے رنگ میں دعائیں کرتے رہے۔ اس کے بعد پھر انہوں نے وہاں لمبا سجدہ بھی کیا۔

پھر بعض نئے شامل ہونے والوں کے تأثرات پیش کرتا ہوں۔

میکسیکو سے ایک خاتون یانا لوپیز ریخون (Yanna Lopez Rejon) کہتی ہیں کہ مجھے اس جلسے نے بہت سی چیزیں سکھائی ہیں۔ مجھ پر نہ صرف اپنی زندگی کی حقیقت آشکار ہوئی ہے بلکہ مسلمان دنیا کی موجودہ حالت کی وجوہات کا بھی علم ہوا ہے۔ مجھے قبل ازیں ایک کمیونٹی کا پتا چلا تھا کہ وہ بڑی متحد ہے اور اس کے مختلف ممالک میں سینٹر ہیں لیکن اب جلسے میں شامل ہو کر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ یقیناً وہ جماعت احمدیہ کی طرح متحد نہیں ہے اور نہ ہی وہ کمیونٹی جماعت احمدیہ کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ پہلے مَیں سمجھتی تھی کہ جس فرقے سے میرا تعلق ہے وہی ٹھیک ہے لیکن جلسہ سالانہ کی تقاریر کے ذریعہ مجھے پتا چلا کہ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل ہوتا ہے۔ میں دعا کیا کرتی تھی کہ اے اللہ! مجھے بہترین لوگوں میں شامل کر اور سچی خلافت کے ذریعے میری رہنمائی کر اور مجھے توفیق دے کہ میں اپنی استعدادیں اسلام کی تبلیغ کے لئے استعمال کر سکوں۔ اور ضرورتمندوں کے کام آسکوں۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔ اب مجھے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

پھر بیلیز سے ایک نومبائع ایون ورنون (evan Vernon) جن کا اسلامی نام حمزہ رشید ہے کہتے ہیں کہ جلسے کے ان تین دنوں میں مجھے جماعت کی وسعت کے بارے میں پتا چلا۔ اس جلسے کی تنظیم اور ترتیب اپنے اندر ایک جادوئی کیفیت رکھتی ہے۔ میں نے اس جلسے پر اسّی (80) سے زیادہ ممالک سے آنے والے مختلف طبقات کے لوگوں کو دیکھا جن میں غریب بھی تھے اور امیر بھی۔ سیاستدان بھی تھے اور حکومتی حکام بھی۔ اس جلسے کی کامیابی کے لئے لاتعداد رضا کاروں نے کام کیا اور مہمان نوازی بہت اعلیٰ تھی۔

مارشل آئی لینڈ کی صدر لجنہ میری لینتھا جوانی (Mery Lintha Johnny) یہ بھی نئی احمدی ہیں۔ کہتی ہیں الحمدللہ جلسہ سالانہ میرے لئے ایک نعمت عظمیٰ تھا۔ جب سے مَیں یہاں آئی ہوں میں نے اپنے بھائی بہنوں میں پیار اور محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس ہی دیکھا۔ ان سے بات کر کے احساس ہوتا تھا جیسے ہم پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ کہتی ہیں جماعت کے ماٹو ’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘ کا اظہار ہوتا دیکھا تھا۔

پھر میری تقریروں کے بارے میں کہتی ہیں کہ ایک عجیب احساس ہوتا تھا اور اس دوران ہر لفظ پر میرے آنسو بہہ پڑتے تھے۔ میں اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتی۔ پھر عالمی بیعت کا نظارہ بھی بہت مسحور کن اور ایک اثر رکھنے والا تھا۔ کہتی ہیں بلاشبہ میں جلسے میں شامل ہونے کے بعد پہلے کی نسبت خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوئی ہوں۔

پھر ایک افریقن امریکن لجنہ نے اپنا خواب بھی مجھے بتایا۔ کہتی ہیں میں نے خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت مسجد میں نماز ادا کر رہی ہوں اور وہ مسجد بہت وسیع اور کشادہ ہے اور وہاں بہت سے لوگ ہیں جن کو میں پہچانتی بھی نہیں۔ ہر مرتبہ مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں اب کسی اور ملک میں ہوں۔ کہتی ہیں اب اس جلسے میں شامل ہو کر مجھے اپنی خواب کی تعبیر ملی۔ یہاں مختلف ممالک کے لوگ اکٹھے ہو کر بڑی تعداد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے کامل اطاعت کے ساتھ بہترین مسلمان بن کر زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

میکسیکو کے ایک نومبائع بشیر کو یاسو صاحب کہتے ہیں کہ دنیا سے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے افراد خلیفہ وقت کی محبت اور فدائیت کے جذبے سے معمور تھے جو بے مثال تھا۔ جلسے کے کارکنان مہمانوں کی خدمت رضا کارانہ طور پر انتہائی جذبہ فدائیت سے کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ دنیا میں ایک مثالی جماعت ہے جو حقیقی اسلام کی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

میکسیکو کے نومبائع امام ابراہیم چیچو صاحب جو اپنے ستّر مقتدیوں کے ساتھ احمدیت میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں میرے دل نے محسوس کیا کہ جلسے کے ایام میں بے شمار افضال و برکات نازل ہو رہے ہیں اور خلافت کے سائے میں دنیا کے مختلف رنگ و نسل کی قومیں باہمی محبت و اخوت سے سرشار ہیں۔ کہتے ہیں، خلیفہ وقت کی تقاریر سے جہاں میرے علم میں اضافہ ہوا وہاں مجھے قلبی سکون بھی نصیب ہوا۔ جلسے میں شامل ہر فرد بزبانِ حال گواہی دے رہا تھا کہ اسلام محبت اور سلامتی کا مذہب ہے جس کی ہر قوم و ملک کو ضرورت ہے۔

پانامہ سے گریگوریو گونزالیز (Gregoria Gonzales) یہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے میں مختلف افراد کے اجتماع، تنظیم، محبت اور اخوت نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہر فرد دوسرے سے دلی محبت کرتا ہے۔ یہ ایک مثالی اجتماع تھا جس نے ہماری روحانی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا اور ہماری ذمہ داری ہے کہ دوسروں کو بھی اس میں شامل کریں اور وہ بھی جماعت کا حصہ بن جائیں اور پانامہ کے افراد جماعت بھی اس سے بھرپور استفادہ کرنے والے بن جائیں۔

فرنچ گیانا سے ایک دوست مسٹر ڈیویئو آبدو (Mr. Diavia Abdou) آئے تھے انہوں نے 2008ء میں بیعت کی تھی۔ جلسے میں پہلی دفعہ شامل ہوئے۔ کہتے ہیں مَیں پیدائشی مسلمان تھا۔ مَیں نے فرنچ گیانا میں سب سے پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ لیکن آج جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر مجھے محسوس ہوا ہے کہ اصل حقیقی اسلام کیا ہے۔ مجھے احمدیت کی حقیقت اور خلیفہ وقت کی اہمیت کا اب اندازہ ہوا ہے۔ کہتے ہیں، خلیفہ وقت نے زندگی گزارنے کی راہیں بتائیں اور ہر ایک شخص ان راہوں پر چل کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

بیلجیم سے ایک دوست عبدو فال (Abdou Fall) صاحب آئے تھے۔ یہ سینیگال کے ہیں۔ کہتے ہیں جب مَیں بیلجیم میں احمدیوں کی مسجد میں گیا تو وہاں بہت زیادہ پیار و محبت دیکھی۔ پھر یہاں بھی میں نے احمدیوں میں پیار اور محبت ہی دیکھا۔ اس پیار محبت اور بھائی چارے کے ماحول سے مَیں بہت متأثر ہوا۔ عالمی بیعت میں شامل ہو کر مَیں نے بیعت بھی کی۔ بیعت کے وقت جو میرے جذبات اور کیفیت تھی اس کا بیان ممکن نہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے جلسے کے موقع پر احمدیوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ واقعی احمدی

حقیقی مسلمان ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ خلیفہ خدا کا مقرر کردہ ہے۔ اس جلسے میں شامل ہوکر اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کر کے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور محسوس کیا کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے۔

فلپائن کے ایک دوست یول اولایا (Yul Adelf Olaya) صاحب جو United Nations میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال بیعت کی ہے۔ کہتے ہیں الحمدللہ جلسے میں شامل ہوکر مجھے جس چیز کی تلاش تھی وہ مل گئی۔ انشاء اللہ اب میں اپنی آئندہ زندگی بطور احمدی ہی گزاروں گا۔ جلسے کے دوران رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں نے جس جذبہ پیار اور محبت کے ساتھ کام کیا وہ قابل تحسین ہے۔ کہتے ہیں میں نے ان کو صبح سے لے کر رات تک کام کرتے دیکھا۔ پھر بچوں کو پانی پلاتے ہوئے دیکھا۔ عجیب نظارہ تھا۔ ان کے پیار اور محبت نے میرا دل موہ لیا۔ یہ بھی بڑے جذباتی تھے۔

پھر مالی سے ڈاکٹر کائیتا حَمَاُ اللہ صاحب آئے تھے۔ انہوں نے جلسے پر بیعت کی۔ کہتے ہیں جلسے کے دوران میرے جو احساسات تھے وہ زندگی میں پہلی مرتبہ پیدا ہوئے تھے۔ پہلی مرتبہ یہاں آیا ہوں اور اب یہ ارادہ لے کر جا رہا ہوں کہ ہمیشہ آئندہ جلسوں میں آؤں گا۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر دشمن پوری کوشش بھی کر لے تو وہ اس جلسے کا عشر عشیر بھی انتظام نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں تو دنیا کی یونائیٹڈ نیشن جیسی بڑی طاقتیں بھی ایسا انتظام نہیں کر سکتیں۔ جماعت احمدیہ واقعی ایک حقیقت اور سچ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے دلی گہرائیوں سے احمدیت کو قبول کیا ہے۔

احمدی جہاں بعض جگہ پابندیوں میں گھرے ہوئے ہیں جیسا کہ مَیں نے قرغیزستان کا اور قزاقستان کا ذکر کیا۔ ان کے بھی عجیب جذبات ہوتے ہیں۔ قزاقستان سے ایک دوست عسکر عمرو وصاحب جلسے میں شامل ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے بھی کئی دفعہ جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کر چکا ہوں لیکن جامعہ میں رہائش کا پہلا تجربہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کا ایک ساتھ رہنا بہت ہی اچھا ہے کیونکہ اس سے ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا موقع ملتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بڑی تعداد میں نمازی نماز ادا کرتے ہیں۔ رہائش کی جگہ میں نماز ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ میرے لئے یہ بہت اہم بات تھی کیونکہ اس وقت قزاقستان میں ہم زیادہ تعداد میں جمع ہوکر نمازیں ادا نہیں کر سکتے اور یہاں نمازیں ادا کر کے مجھے احساس ہوا کہ میں باجماعت نماز نہ پڑھنے سے کتنا محروم رہا ہوں۔

اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مرکزی پریس کی ٹیم اور یوکے پریس کی ٹیم نے اچھا کام کیا ہے اور اس سال پہلی دفعہ جلسہ کی بہت بہتر انداز میں کوریج ہوئی ہے۔ پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے۔ اور احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچا ہے۔ مرکزی پریس ٹیم کے رابطے سے دوسرے ممالک سے بھی پریس اور میڈیا کے لوگ آئے۔ ان کے بھی اچھے تاثرات تھے جیسا کہ میں تأثرات میں ذکر کر چکا ہوں۔ پریس کے ذریعہ سے تقریباً تیرہ ملین افراد تک یوکے میں ہی پیغام پہنچا ہے اور بعض اَور جو ابھی آرٹیکل لکھ رہے ہیں، جو خبریں دے رہے ہیں ان کی اطلاع نہیں آئی۔ اندازہ ہے کہ اس ذریعہ سے تقریباً بارہ تیرہ ملین تک باہر کی دنیا کو یہ پیغام پہنچا۔ اسلام کا تعارف پہنچا ہے اور تعلیم پہنچی ہے۔

پریس کے ضمن میں یہ بھی کہوں گا کہ پریس میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں۔ کوئی مذہب کو ماننے والے ہیں کوئی نہیں ماننے والے۔ کچھ خدا کو ماننے والے ہیں کچھ نہیں ماننے والے جو یہاں آتے ہیں تو اس ماحول کو دیکھ کر پھر متاثر ہوتے ہیں۔ ویسے بھی مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں، شامل ہوتے ہیں ان کے اپنے لباس ہوتے ہیں ان کی اپنی روایات ہیں بعض حیادار لباس تو پہن لیتے ہیں لیکن عورتوں میں سکارف وغیرہ نہیں ہوتا۔ عورتیں عموماً جب ہمارے فنکشن میں آتی ہیں تو سکارف سر پر لے لیتی ہیں لیکن اگر نہ بھی لیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہم ان کو پابند نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمارے بعض مرد جو ہیں وہ زبردستی کرنے کے عادی ہیں۔ سختی پر اتر آتے ہیں۔ بی بی سی کی ایک نمائندہ آئی ہوئی تھیں۔ ان کا سر ننگا تھا۔ ایک مرد نے جا کے پیچھے سے ان کے سر پر سکارف رکھ دیا۔ وہ ہمارے احمدی کی واقف ہے۔ جماعت کو جانتی ہے۔ میرا انٹرویو لے چکی ہے اور وہاں بڑے حیادار لباس میں سکارف لے کر سر ڈھانک کے بیٹھی تھی لیکن اس وقت سکارف سر پہ نہیں تھا۔ بہر حال انہوں نے اس مرد کی اس حرکت کو دیکھ کے ہنس کے ٹال دیا لیکن اپنے احمدی دوست کو کہنے لگیں کہ اگر کوئی اور عورت ہوتی تو غصہ بھی کر سکتی تھی۔ غصہ کر سکتی تھی یا غلط تاثر لے سکتی تھی۔ پس مردوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کو داروغہ نہیں مقرر کیا گیا۔ ان کو اپنی حدود میں رہنا چاہئے۔ ان کا کام نہیں ہے کہ غیر عورتوں کے سروں پر اوڑھنیاں ڈالتے پھریں۔ مردوں کو غضِّ بصر کا حکم ہے۔ اپنا جو فرض ہے وہ پورا کریں۔ غیر مسلموں یا اپنوں کو بھی زبردستی سر ڈھانکنے کا حکم کہیں نہیں ہے۔ ایسے ہی شدت پسند مرد ہیں، بعض ایک دو ہمارے میں ہوں گے جو پھر اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں اور دین کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ لوگ یا ان جیسے جو لوگ ہیں ان میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ انہوں نے دنیا کی اصلاح کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔

ایسے دو واقعات ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایک احمدی جس کے ساتھ ایک دوسری جرنلسٹ تھیں۔ اس احمدی کو ایک احمدی نے کہا کہ اس عورت کو کہو ہمارے ماحول میں سر ڈھانکنا ضروری ہے، اپنا سر ڈھانکے۔ تو ایسے مردوں کو میں کہوں گا کہ آپ لوگ پہلے اپنے گھروں کو سنبھال لیں۔ یہی عمل ہیں جو پھر اسلام سے متنفر کرتے ہیں۔ دنیا کی اصلاح انشاءاللہ خود بخود ہو جائے گی۔ جیسا کہ میں نے مسلمان جرنلسٹ کا یہ واقعہ سنایا ہے کہ بغیر حکمت کے شدت پسندی کے حکم کی وجہ سے، اس کے باپ کے رویے کی وجہ سے وہ اسلام سے متنفر ہو گئی، پرے ہٹ گئی اور باغیانہ رویہ اختیار کر لیا لیکن یہاں آ کر جب اس نے احمدی عورتوں کا رویہ اور ان کی آزادی دیکھی تو اس کو خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں احمدی گھر میں پیدا ہوئی ہوتی۔

پس یہ جو اصلاحیں ہیں، یہ عورت کی اصلاح عورت کے ذریعہ سے ہونی چاہئے اور خاص طور پر یورپ میں جہاں پہلے ہی یہ شور ہے کہ مرد سختی کرتے ہیں اور عورتوں کے ساتھ غیر ضروری ظالمانہ سلوک ہوتا ہے۔ مرد جب اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں تو ایسے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی ایسی بات ہو تو یہ عورتوں کا کام ہے کہ وہ پیار سے محبت سے سمجھا دیں کہ یہاں اس ماحول میں ایسا ہے اور لجنہ اپنا کام کرتی ہیں اور اگر کسی نے کچھ نہیں بھی اوڑھا ہوا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے مطابق لباس بہرحال ان کے حیادار ہوتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے بھی جلسے کے پروگرام اپنوں اور غیروں تک پہنچانے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے اور اس سال اس کا بھی ہمیشہ کی طرح بہت بڑا کردار رہا ہے۔ جہاں اس کے ذریعہ سے جلسے کی کارروائی دیکھنے والے احمدیوں نے خوشی کا اور تشکر کا اظہار کیا ہے وہاں غیروں نے بھی اس بارے میں بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ غیر از جماعت عربوں نے بھی اس دفعہ بڑے اچھے تاثرات بھیجے ہیں بلکہ یہاں تک کہا ہے کہ حقیقی اسلام یہی ہے جس کی دنیا کو ضرورت ہے جو جماعت احمدیہ پھیلا رہی ہے اور بعضوں نے پھر یہ بھی کہا کہ یہی حقیقی خلافت کا نظام ہے جس کی آج مسلم اُمّہ کو ضرورت ہے۔

پھر اس سال ایم ٹی اے کے جلسے کے جو پروگرام تھے وہ جلسے کے تین دنوں میں روزانہ کچھ گھنٹے کے لئے گھانا کے نیشنل ٹی وی، سیرالیون کے نیشنل ٹی وی اور نائیجیریا کے ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل نے بھی دکھائے۔ اس کا بھی ان علاقوں میں اور ملکوں پہ بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بڑا اچھا فیڈ بیک (feedback) ہے کہ یہ پروگرام دیکھ کے ہمیں جماعت احمدیہ کی اور اسلام کی حقیقت کا پتا لگا ہے۔ اس کے بعض تاثرات ہیں۔ گھانا سے جو ایک تاثر موصول ہوا ہے یہ ہے کہ کماسی گھانا سے ایک غیر احمدی دوست نے لکھا ہے کہ میں نے جماعت کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن جب میں نے گھانا ٹی وی پر آپ کے پروگرام دیکھے تو مجھے سخت حیرت ہوئی کہ ہمارا لوکل امام ہمیں جماعت کے متعلق جو باتیں بتاتا ہے وہ سب جھوٹ ہے اور میں نے پہلی مرتبہ کسی مسلمان جماعت کو اس طرح خوبصورت انداز میں اسلام کی حقیقی تعلیم اور شدت پسندی کی مذمت کرتے دیکھا ہے۔

پھر اسی طرح یہ رپورٹ لکھنے والے ایک احمدی دوست کہتے ہیں کہ مَیں گھانا ٹی وی پر اپنی غیر احمدی بہن کے ساتھ آپ کے پروگرام دیکھ رہا تھا اور جلسے کی کارروائی دیکھ کر اس غیر احمدی بہن نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ میں نے عالمی بیعت کی لائیو کوریج دیکھی۔ اور پھر لکھا ہے کہ مجھے اپنے احمدی ہونے پر بڑا فخر ہے۔ کہتے ہیں میں نے اپنے بعض عیسائی دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ پروگرام دیکھے ہیں اور وہ جماعت کی عظیم الشان ترقی دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

گھانا کے ایک دوست کہتے ہیں کہ احمدیت صرف امن اور محبت کی تعلیم کا پیغام ہے۔ مجھے اس جماعت سے محبت ہو گئی ہے۔ عنقریب میں جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔

پھر جلسے کی کارروائی دیکھ کر ایک غیر احمدی صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے اس جماعت کی فلاسفی اور مقاصد کا پتا چلا ہے۔ میں بہت جلد احمدیہ جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔

پھر اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تأثرات بھیجے کہ یہ سارے پروگرام ہم نے دیکھے اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ جلدی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

پھر سیرالیون سے عیسائی دوست فرانس فوربی کہتے ہیں کہ آپ کے جلسہ کے پروگرام آج صبح میرے لئے بہت برکت کا باعث ہوئے۔ میں جلسے کی لائیو کوریج سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ شکریہ۔ پھر سیرالیون کے ایک احمدی دوست الحاج علی مامے سیسے صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہمسایوں کو جلسہ کے پروگرام دکھانے کے لئے اپنے گھر مدعو کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سیرالیون میں اکثر لوگ جلسے کی لائیو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نشریات دیکھ رہے تھے۔ ابوبکر کونتے کہتے ہیں کہ کیا ہی عظیم الشان جلسہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ساری دنیا میں پھیلا دے۔

فری ٹاؤن کے ایک غیر احمدی دوست کہتے ہیں کہ میں نے جلسے کی نشریات دیکھیں جو کہ بہت اچھی ہیں۔ پھر ایک دوست نے لکھا کہ میں نے اپنے غیر احمدی دوستوں کے ساتھ جلسہ سالانہ کی کارروائی دیکھی اور وہ بڑے متاثر ہوئے۔

نائیجیریا کے ٹیلیویژن نے بھی اس دفعہ یہ پروگرام دکھایا اور اس ٹی وی کے دیکھنے والے جو ہیں ان کی بھی بہت بڑی viewership ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ملین کی تعداد میں لوگوں نے جلسہ کی تقاریر دیکھیں اور سنیں۔ یہ اس میڈیا کے علاوہ ہے جس کا پریس کے تعلق میں ذکر ہو چکا ہے۔ پھر اس سال ایم ٹی اے کی لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے بھی آخری دن جو انٹرنیٹ پر دیکھا جاتا ہے تین لاکھ تیس ہزار لوگوں نے جلسے کی کارروائی دیکھی۔ اور باقی دنوں میں بھی گزشتہ سالوں کی نسبت کئی ہزار کی تعداد زیادہ تھی۔ اور ایم ٹی اے پر جو دیکھتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے۔

پس یہ تاثرات بھی آپ نے سنے۔ کوریج کا حال بھی سنا۔ لیکن ہمیں یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں ہمارے قدم آگے بڑھانے کے لئے مزید جوش پیدا کرنے والی ہونی چاہئیں نہ کہ اس بات پر خوش ہو کے ہم بیٹھ جائیں کہ بہت کچھ حاصل کر لیا۔ ترقی کرنے والی قومیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتی ہیں۔ ہمیں پتا ہے اور اس طرف نظر رکھنی چاہئے کہ ہماری بعض کمزوریاں بھی ہیں۔ بڑے پیمانے پر انتظامات میں کمزوریاں ہو جاتی ہیں اور رہ جاتی ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں لیکن بہرحال ان کو دُور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ ان سب کمزوریوں کو نوٹ کر کے انتظامیہ کو چاہئے کہ اگلے سال ان کا حل کریں، ان کا مداوا کریں اور یہ کمزوریاں صرف کارکنان کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ بعض ضدی شامل ہونے والے جو لوگ ہوتے ہیں اور ان کے رویے جو ہوتے ہیں وہ بھی بعض دفعہ ایسی صورتحال پیدا کر دیتے ہیں اس لئے ان کے لئے بھی انتظام ہونا چاہئے۔ ان کو بھی اصلاح کر کے آنا چاہئے۔

مثلاً عورتوں کی طرف سے ایک بات مجھے پہنچی کہ عورتوں کی مین مارکی میں ایک عورت بچے کو لے کے بیٹھی تھی تو کارکنہ نے اسے کہہ دیا کہ یہاں بچوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے تو اس نے کہا ٹھیک ہے۔ مجھے پتا نہیں تھا۔ چلی جاتی ہوں۔ بعد میں اسی کارکنہ کو پتا لگا کہ عورت جو بیٹھی ہوئی ہے یہ احمدی نہیں، غیر از جماعت ہے تو اس نے جا کے اس سے معذرت کی کہ آپ کا بچہ اگر شور نہیں کر رہا تو ٹھیک ہے آپ بیشک بیٹھی رہیں۔ لیکن ساتھ بیٹھی ہوئی ایک احمدی خاتون نے ان سے لڑنا شروع کر دیا کہ ہمیں تکلیف نہیں تو آپ کو کیا تکلیف ہے اور اس طرح کی باتیں کیں۔ اب شکر ہے کہ کارکنہ کو تو عقل آ گئی کہ اس نے زیادہ بات کو آگے نہیں بڑھایا اور چپ کر کے وہاں سے چلی گئی۔ لیکن پھر وہ خاتون پوچھنے لگی کہ کیا یہ حدیث ہے کہ ضرور یہاں نہیں بیٹھنا۔ اس قسم کی جو ضدی عورتیں ہیں، خاص طور پر عورتوں میں زیادہ ہوتی ہیں، بعض دفعہ مردوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں، ان کو اپنے رویے بدلنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ جو اتنے اچھے اثرات لوگوں پر پڑ رہے ہیں جن کو لوگوں نے دیکھا وہ شاید نہ ہوتے۔ یہ تو شکر ہے کہ اس صورتحال میں کم از کم یہ لوگ وہاں موجود نہیں تھے جو یہ بات نوٹ کرتے۔ باقی جہاں تک رہا یہ سوال کہ حدیث ہے؟ یہ حدیث بھی ہے اور قرآن بھی ہے کہ جو ہدایت دی جائے چاہے وہ کسی کی طرف سے ہو، اطاعت کرو۔ اطاعتِ امیر کا حکم ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منقّہ کے سر جتنا بھی تمہارا امیر مقرر کیا جائے تو اس کی بھی اطاعت کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب امامة العبد والمولیٰ حدیث نمبر 693)

پس ذرا ذرا سی باتوں پہ اس قسم کے باغیانہ رویے نہ دکھایا کریں کہ حدیث ہے یا حدیث نہیں۔ حدیث یہی ہے کہ اطاعت کرو۔ اور اس کی پابندی ہر ایک کے لئے ضروری ہے جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ لیکن ان کارکنات کے لئے اور کارکنوں کے لئے بھی یہ ہدایت آئندہ سے نوٹ کر لیں کہ اگر کوئی ایسا رویہ دکھاتا ہے تو اپنے بالا افسر جو ہیں ان کو بتائیں اور وہ اس کا جو بھی AIMS Card ہے اس کو کینسل کر دیں اور پھر اس کو جلسے میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ جماعت احمدیہ کو ایسے باغیانہ رویے رکھنے والوں کی ضرورت نہیں ہے۔

باقی انتظامی لحاظ سے عورتوں کی طرف سے بھی یہ شکایت تھی کہ ٹوائلٹس میں صفائی وغیرہ کا بعض دفعہ انتظام نہیں تھا۔ جو دوسرے انتظامات تھے ان کے متعلق تو مَیں انتظامیہ کو بتا دوں گا۔ کھانے اور روٹی کے معیار کی اس دفعہ عموماً اچھی تعریف کی گئی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ مزید بہتر بنانے کی توفیق دے۔ پھر یہ بھی شکایت ہے کہ بعض دفعہ اگر کوئی بوڑھا یا کوئی مریض اگر کھانے پر لیٹ ہو گیا تو عورتوں کی طرف سے یہ شکایت آئی تھی کہ اس کو کھانا دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ چاہے کوئی بھی آئے، کسی وقت آئے، خاص طور پر مریض، بچے اور بوڑھے اگر کھانے کے لئے آئیں اور کھانا موجود ہو تو ان کو کھانا دینا چاہئے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے انتظام ہونا چاہئے کہ کسی وقت بھی آ جائیں تو کھانا دے دیا جائے۔ آرام سے بٹھا دیا جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ آپ کو مریض ہونے یا بچے کی وجہ سے کھانا مل رہا ہے اور آئندہ جو بھی وقت ہو یہ بھی واضح کر کے بتا دیا جائے کہ اگر کسی وجہ سے آج لیٹ ہو گئے ہیں تو کل کھانے کے یہ یہ وقت ہیں اس پر آئیں۔ لیکن رویہ ہمدردانہ اور پیار والا ہونا چاہئے۔

اسی طرح اس دفعہ ٹینٹس میں بڑے پیمانے پر واش روم ٹوائلٹس وغیرہ بنانے کا جو تجربہ انہوں نے کیا تھا اس کی بھی اچھی تعریف کی گئی ہے۔ رشین مہمانوں کی طرف سے ایک شکایت آئی تھی کہ جامعہ میں انتظام اچھا تھا لیکن ٹرانسپورٹ کا انتظام ناکافی تھا جس کی وجہ سے جلسے پر آتے ہوئے دیر ہو جاتی تھی اور ان کی ایک آدھ تقریر یا اس کا کچھ حصہ miss ہو جاتا تھا۔ اسی طرح واپسی پر بھی لیٹ جاتے تھے جس کی وجہ سے تہجد ضائع ہوتی تھی۔ تو اس لحاظ سے ٹرانسپورٹ کے نظام کو اگلے سال مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کو اپنی سرخ کتاب (Red Book) میں درج کریں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر جلسہ اچھا گزر گیا۔ مہمانوں نے اچھا اثر لیا۔ جیسا کہ میں نے کہا مقررین کی تقریریں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان نیک اثرات کو ہمیشہ قائم رکھے اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور جس طرح مہمانوں نے تمام کارکنان کا شکریہ ادا کیا ہے، مَیں بھی تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کارکنات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ ان کو پہلے سے بڑھ کر آئندہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور صرف ظاہری خدمت نہ ہو بلکہ اسلام کی تعلیم کی حقیقی روح بھی ان میں پیدا کرے اور سب کو، شامل ہونے والوں کو بھی اور ان خدمت کرنے والوں کو بھی حقیقی اور سچا احمدی بنائے۔

ٹوگو کے گاؤں WATCHIDOME میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(چوہدری محمد عارف گل۔ مبلغ سلسلہ ٹوگو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹوگو میں ہر سال مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے ان مساجد کی تعمیر مکمل ہونے پر افتتاحی تقاریب بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

امسال جماعت احمدیہ ٹوگو کو WOGAN زون کے گاؤں WATCHIDOME میں برلب سڑک ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی پروگرامز اور مالی قربانی میں بھی پیش پیش ہے۔ قبول احمدیت کے بعد ان لوگوں کو یونین مسلم والوں نے طرح طرح کے لالچ بھی دیئے لیکن ان احباب نے ہمیشہ اخلاص و وفا کا نمونہ دکھایا۔ جب اس گاؤں میں جماعت نے مسجد بنانے کا اعلان کیا تو یونین مسلم والے اپنی سرگرمیوں میں مزید تیز ہو گئے اور یہاں کے احمدی احباب کو کہا کہ اب بھی موقع ہے اس زمین کے کاغذات ہمیں دے دو ہم آپ کو مسجد کے علاوہ ہسپتال و سکول بھی بنا کر دیں گے کیونکہ اس جگہ ان دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے باوجود سب نے ان کی اس آفر سے انکار کر دیا، اور کہا کہ ہم نے حقیقی اسلام کو قبول کیا ہے۔ اس گاؤں کے احباب نے جماعت کا خوبصورت پیغام دوسرے لوگوں تک بھی پہنچایا۔ اس طرح قریب کے دیہات میں بھی احمدیت کا پودا لگ گیا۔ اس مسجد کا افتتاح یکم جون 2014ء کو ہوا۔ اس پروگرام کی صدارت مکرم عرفان احمد ظفر صاحب صدر و مشنری انچارج ٹوگو نے کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک لوکل مشنری نے جماعت احمدیہ کا تعارف تفصیل سے کروایا۔ اس کے بعد دوسری تقریر خلافت کے موضوع پر تھی۔ اس تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ نومبائعین و دیگر مہمان بھی مدعو تھے، اس تقریب میں قریب کے دیہات کے 6 چیف اور ان کا سربراہ بھی شامل ہوا اور اس علاقہ کے DC صاحب اور نمائندہ پولیس کمشنر بھی شامل ہوا۔

مکرم صدر صاحب نے اپنی تقریر میں شاملین مجلس کو مسجد کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں اور خلافت سے وابستگی کے بارے میں بتایا اور کہا کہ مسجد کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں اور مسجد اللہ تعالیٰ کے نور کو پھیلانے کا ذریعہ ہے اس لئے ہر ایک کو اس نور سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے بعد DC صاحب نے بھی لوگوں کو اپنی گزارشات سے نوازا اور کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس گاؤں والوں کے لئے یہ مسجد بنائی اور کہا کہ اسلام ایک امن والا مذہب ہے اس لئے یہ مسجد بھی ایک امن پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ تمام چیفوں نے اس مسجد کا خیر مقدم کیا اور اس کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔ پھر اس گاؤں کے چیف نے کہا کہ پہلے تو ہم ڈر گئے تھے کہ اگر ہم نے یہاں مسلمانوں کو مسجد بنانے دی تو کہیں دہشتگردی کا سلسلہ یہاں بھی شروع نہ ہو جائے لیکن اس وقت مجھے تسلی بھی ہے اور خوشی بھی کہ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے اور ہم آئندہ سے بھی آپ سے ہر قسم کا تعاون رکھیں گے۔ اس کے بعد دیگر مہمانوں کو بھی سٹیج پر آکر بولنے کا موقع دیا گیا۔ سب نے اس مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے کی یہ پہلی مسجد ہے۔ دُور دُور تک یہاں کوئی مسجد نہیں ہے۔ اس طرح اس مسجد کی تعمیر سے بھی جماعت کا پیغام اس علاقے میں پھیل گیا ہے۔

آخر میں مکرم صدر صاحب جماعت ٹوگو و مشنری انچارج نے اختتامی دُعا کروائی۔ اس کے بعد مسجد کے احاطہ میں پھول دار پودے بھی لگائے گئے جو صدر صاحب و DC صاحب اور چیف صاحب نے لگائے۔ اس کے بعد تمام شاملین کو کھانا بھی پیش کیا گیا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر بہت مبارک فرمائے اور یہ خدا کے سچے عبادتگزار بندوں سے ہمیشہ آباد رہے۔

عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان آسمانی مہم

قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی تحریرات و فرمودات کی روشنی میں

نصیر احمد قمر

چوتھی قسط

حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ کی اغراض کی اہمیت اور مشکلات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب تحریر فرمودہ 28 جولائی 1924ء میں یورپ کے سفر کے اغراض کی اہمیت اور مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جس کام کے لئے مَیں جا رہا ہوں وہ اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے۔ ایسا نرالا کہ اب تک ہمارے بعض دوست بھی اس کو نہیں سمجھے۔ میں نے سنا کہ ایک دوست ریل میں ایک غیر احمدی کو سمجھا رہے تھے کہ ان کے ولایت جانے کی غرض تبلیغ اسلام ہے۔ حالانکہ گو تبلیغ اسلام ہر اک کا فرض ہے اور میرا بھی مگر جیسا کہ میں نے بوضاحت لکھا ہے تبلیغ کے لئے باہر جانا خلیفہ کے لئے درست نہیں۔ اس کا اصل کام تبلیغ کی نگرانی ہے۔ اس کا مبلّغ کے طور پر باہر جانا سلسلہ کے لئے ایسی خطرناک مشکلات پیدا کر سکتا ہے جن سے باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ پس یہ سفر **تبلیغ کے لئے نہیں ہے بلکہ تبلیغ کی مشکلات کو معلوم کرنے اور ایسا مقامی علم حاصل کرنے کے لئے ہے جو آئندہ مغربی ممالک میں تبلیغ کرنے کے لئے مُمِدّ ہو۔ اور ان خطرناک آفات کو معلوم کرنے اور ان کا علاج دریافت کرنے کے لئے ہے جو مغربی ممالک میں اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ہی پیدا ہونے والی ہیں۔ اور جن کو اگر پہلے سے مدّنظر نہ رکھا گیا تو اسلام کا مغرب میں پھیلنا ہی اسلام کی تباہی کا موجب ہوگا۔**

ان مشکلات کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ ممالک جو اسلامی کہلاتے ہیں وہ بھی یورپ کی تہذیب کے اثر کے نیچے پردہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ عورت اور مرد کے اکٹھے ناچ کا ان میں رواج پایا جاتا ہے۔ سود عام ہو چکا ہے۔ جب یہ اثر یورپ کے لوگوں نے صرف ملاقات سے ان مسلمان قوموں پر ڈال دیا ہے جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمان چلی آتی ہیں اور جو اس سے پہلے اسلامی احکام کی عادی ہو چکی تھیں تو کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ یہ قومیں مسلمان ہو کر ان عادات کو چھوڑ دیں گی۔ لیکن اگر یہ مسلمان ہو کر ان عادات کو قائم رکھیں تو یقیناً دوسری اسلامی دنیا جو اس وقت تک اسلامی احکام پر قائم ہے ان کو مسلمان بھائی خیال کر کے اپنی پہلی حالت کو بدل دے گی۔ کیونکہ **یورپ کو دنیا کے خیالات پر ایسی حکومت ہے کہ وہ مسمریزم سے مشابہ معلوم ہوتی ہے۔ جب یورپ مسلمان ہوا تو مسلمانوں پر اس کے خیالات کا اثر اور بھی بڑھ جائے گا** اور جس بات کو یورپ معمولی کہے گا وہ بھی معمولی سمجھنے لگیں گے۔...... اگر یورپ کے مالدار اور فلاسفر مسلمان ہو گئے اور دنیا کی شان و شوکت نے مسلمانوں کی آنکھوں کو چُندھیا دیا تو اس وقت اگر یورپ کے نومسلموں نے کہا کہ پردہ سے مراد خدا تعالیٰ کی یہ پردہ نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس سے مراد صرف اُس وقت کی ضرورتوں کا پورا کرنا اور بعض فسادوں سے بچنا تھا تو تمام عالَم اسلام کہے گا کہ سبحان اللہ کیا نکتہ نکالا ہے۔ اور اگر اس نے یہ کہا کہ سُود سے مراد بھی صرف وہ قرض ہے جو مصیبت زدہ لیتا ہے اس کو بے شک سود کہہ دینا چاہئے لیکن جو روپیہ لوگ تجارتوں اور جائدادوں کے بڑھانے کے لئے لیتے ہیں اس پر کیوں روپیہ قرض دینے والا نفع نہ لے، یہ سُود نہیں۔ تو سب لوگ کہیں گے کہ واہ نہایت پُرحکمت بات نکالی ہے۔ پس ہم دو آگوں میں ہیں۔ **اگر ہم یورپ کو مسلمان نہیں کرتے تب اسلام خطرہ میں ہے۔ اور اگر ہم اسے مسلمان کرتے ہیں تب بھی اسلام خطرہ میں ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر جس قدر بھی غور کیا جائے عقل حیران ہوتی جاتی ہے۔ ہر ممکن پہلو سے غور کریں اور کوئی ایسی تدبیر نکالیں جس سے یہ دقّتیں دُور ہوں۔ اور مغربی ممالک اسلام کو قبول بھی کر لیں اور اسلام کی اصلی شکل کو بھی نقصان نہ پہنچے۔**''

سفر کی غرض پر انگریزوں کو تعجب

......خلاصہ یہ کہ ہمارے کام کی مشکلات میں سے ایک یہ مشکل ہے کہ اس کی اہمیت کو لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ حتّٰی کہ ابھی اپنی جماعت کے بعض لوگ بھی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر یورپ کے لوگ فوراً سمجھ جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کاموں کے عادی ہیں۔ اس قدر عرصہ سے ہم یورپ میں تبلیغ کر رہے ہیں کبھی اس پر انگریزوں نے تعجب نہیں کیا۔ لیکن میرے سفر کی غرض معلوم کر کے تمام تعجب کر رہے ہیں۔ مکرمی ذوالفقار علی خاں صاحب ایک کام کے لئے پچھلے دنوں شملہ گئے تھے وہاں گورنمنٹ کے مختلف انگریز وزراء سے ان کی گفتگو ہوئی، وہ شوق سے اس سفر کی غرض دریافت کرتے اور جب غرض کو معلوم کرتے تو سخت حیرت کا اظہار کرتے اور میری نسبت پوچھتے کہ کیا وہ اس کام کو ممکن خیال کرتے ہیں۔ بلکہ ایک وزیر نے تعجب سے کہا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یورپ مسلمان ہو کر پردہ کو بھی تسلیم کر لے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جہاز پر جو انگریز اس کو سنتا ہے، سخت تعجب کرتا ہے۔ ایک انگریز سے بعض دوستوں کی گفتگو ہوئی جب اس نے سفر کی وجہ سنی تو حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ کیا آپ کو ''کے نیوٹ'' (Canute) کا قصہ معلوم ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! تو کہنے لگا یہ ویسی ہی بات ہے۔

کے نیوٹ ایک انگریز بادشاہ تھا۔ اس کو خدا تعالیٰ نے بہت اقبال دیا تھا۔ ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھا تھا۔ اس کے درباریوں نے خوشامد کے طور پر کہنا شروع کیا کہ تمہاری حکومت تو زمین اور سمندر بھی مانتے ہیں۔ وہ دانا بادشاہ تھا اس نے اپنی کُرسی سمندر کے کنارے پر بچھائی اور وہاں بیٹھ گیا۔ وہ وقت مَد کا تھا جس وقت سمندر جوش میں آتا ہے اور وہ مِیل مِیل خشکی پر چڑھ جاتا ہے۔ لہریں اٹھنے لگیں اور پانی کُرسی کے گرد اونچا ہونے لگا۔ کے نیوٹ ظاہر میں غصہ کی شکل بنا کر لہروں کو حکم دیتا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ مگر پانی بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ بادشاہ کے ساتھیوں کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ اٹھ کر خشکی کی طرف آیا اور درباریوں سے کہا کہ دیکھا تم کس قدر جھوٹ کہتے تھے۔

اس کا یہ مطلب تھا کہ جس طرح ''کے نیوٹ'' بادشاہ کے حکم سے باوجود اس کے اقتدار کے سمندر پیچھے نہیں ہٹتا تھا اسی طرح یورپ کو ایشیائی طریق کا مسلمان بنانا ناممکن ہے۔ وہ کسی تدبیر سے اس کو قبول نہیں کر سکتا......''

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 427 تا 430۔ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

یورپ کے اسلامی تمدّن کو قبول نہ کرنے کا خطرہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر یہی بات ہو کہ یورپ اسلام کو قبول کر لے مگر اس کے تمدّن کو قبول نہ کرے تو یہ کیسی خطرناک بات ہو گی۔ اسلام جو تیرہ سو سال سے بالکل محفوظ چلا آیا ہے اس کی شکل کس طرح بدل جائے گی۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کس طرح باطل ہو جائے گی۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پھر یورپ میں تبلیغ کے کام کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یورپ کسی غیر معروف بے کس آدمی کا نام نہیں جو اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے، اس کو اگر ہم اکیلا چھوڑ دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یورپ ایک زندہ طاقت کا نام ہے جس کی مثال اس ریچھ کی ہے جسے چھوڑنے کے لئے مسافر تو تیار تھا مگر وہ مسافر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا۔ یورپ کا مذہب، یورپ کا تمدن، یورپ کا علم دنیا کو کھا رہا ہے اور کھاتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارا اس کو چھوڑ دینا یہ مطلب رکھتا ہے کہ ہم اسے چھوڑ دیں کہ وہ اسلام کا جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی کھا جائے اور ہماری ترقی کا میدان بالکل تنگ ہو جائے۔ ہم جس قدر آدمیوں کو ایک سال میں احمدی بناتے ہیں اس سے کئی گُنا لوگوں کو یورپ اپنا شکار بنا لیتا ہے اور پھر یورپ کی تصنیف کردہ کُتب ہمارے بچے بھی پڑھتے ہیں اور ان سے متأثر ہونے کے خطرہ میں ہیں۔ پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم یورپ کو چھوڑ دیں۔

یورپین تمدّن چھوڑنے میں مشکلات

اب دوسری صورت یہ ہے کہ ہم یورپ میں سرنگ لگانی شروع کر دیں اور اس کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ مگر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک دن میں چار پانچ کروڑ لوگ مسلمان ہو جائیں اور ان کا الگ انتظام قائم ہو جائے۔ وہ الگ اپنی سوسائٹی قائم کر لیں۔ لیکن اگر ایک ایک دو دو کر کے لوگ مسلمان ہوں تو وہ یورپ میں رہ کر یورپ کے تمدّن کو چھوڑنا چاہیں بھی تو نہیں چھوڑ سکتے۔ مثلاً پردہ ہے۔ اوّل تو وہاں برادری اور دوستوں کے طنز کی برداشت ہی نَو مسلم کے لئے ناممکن ہے اور اگر وہ تیار ہو تو پھر وہاں کے حالات روک ہیں۔ پردہ کرنے والے ملکوں میں مکان ایسے بنائے جاتے ہیں کہ عورتیں گھر میں رہ کر بھی ہوا کھا سکیں۔ صحن ضرور ساتھ ہوتے ہیں مگر یورپ میں الگ صحن کا رواج نہیں، صرف کمروں میں لوگ رہتے ہیں۔ اب یہ خیال کرنا کہ ایک نَومسلمہ رات اور دن ایک کمرہ میں بیٹھی رہے بالکل عقل کے خلاف ہے۔

پھر ایک اور سوال یہ ہے کہ وہاں گزارہ اس قدر گراں ہے کہ مرد کو سارا دن محنت کرنی پڑتی ہے اور وہ گھر کے کام میں عورت کی مدد نہیں کر سکتا۔ عورت اگر سودا نہ لائے تو گھر کا کام چل نہیں سکتا۔ وہ پردہ کرے تو گھر کا سودا کس طرح لائے۔ بے شک وہ نقاب سے کام لے سکتی ہے اور عورت کو سودا خریدنا منع نہیں ہے۔ مگر پھر ایک اور دقّت ہے اور وہ یہ کہ یورپ ہندوستان کی طرح نہیں۔ وہاں گلیوں میں اس قدر موٹر چلتا رہتا ہے کہ جب تک آنکھیں پھاڑ کر اور ہوشیار ہو کر آدمی نہ چلے، اس کی جان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ ایک شہر میں سینکڑوں آدمی ہر سال موٹروں کے نیچے آ کر مر جاتے ہیں۔ پس نقابیں پہن کر عورتوں کا پھرنا نہایت خطرناک اور موجب ہلاکت ہے۔ چند مسلمان ہونے والی عورتوں اور مردوں کے لئے حکومتیں اپنے قانون نہیں بدلیں گی، مکانوں والے اپنے مکان نہیں توڑ ڈالیں گے۔ پھر وہ لوگ کریں تو کیا کریں۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے ورنہ سینکڑوں دقّتیں ہیں جو مغرب کی تبلیغ کے راستہ میں ہیں اور جن میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ ان میں مغربی نَومسلم مجبور ہوتا ہے۔ پس یہی ہوگا کہ وہ اسلام کو قبول کر کے بھی اپنی رسموں کو نہیں چھوڑے گا اور مسلمان ہونے کے بعد جب وہ وہی کام کرتا رہے گا جو وہ پہلے کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اس میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام ایک بدلی ہوئی صورت میں یورپ میں قائم ہو جائے گا اور ان سے آگے وہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ جس طرح یورپ نے مسیحیت کو تباہ کیا تھا 'اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ' وہ اسلام کو بھی دوستی کے جامہ میں تباہ کر دے گا۔

پس ہم دو آگوں میں ہیں۔ اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے یا وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تا کہ مبلّغوں کی سختی سے نگرانی ہو سکے اور جہاز کو چٹانوں میں سے بہ حفاظت گزارا جا سکے اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور غالباً اب آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیسی مشکل غرض ہے۔ سوائے خدا تعالیٰ کی مدد کے ہم اس مشکل کو حل نہیں کر سکتے۔ مسلمان بنانا آسان ہے مگر اسلام کو ان سے بچانا مشکل ہے اور اس وقت میرے سفر کی یہی غرض ہے۔

یورپ میں اشاعت اسلام کے متعلق خطرہ

یورپ کے واقف کہتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے یورپ ضرور اسلام لائے گا مگر وہ ساتھ ہی اسلام کو بگاڑ دے گا اور اس کی شکل کو بالکل مسخ کر دے گا۔ بالکل ممکن ہے کہ یورپ میں چاروں طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور سب جگہ گرجوں کی جگہ مساجد بن جائیں لیکن یہ فرق ظاہر کا ہوگا۔ لوگ تثلیث کی جگہ توحید کا دعویٰ کریں گے، مسیح کی جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت زیادہ کریں گے، مسیح موعود پر ایمان لائیں گے، گرجوں کی جگہ مسجدیں بنائیں گے، مگر ان میں وہی ناچ گھر، وہی عورت اور مرد کا تعلق، وہی شراب، وہی سامانِ عیش نظر آئیں گے۔ یورپ یہی رہے گا، گو وہ بجائے عیسائی کہلانے کے مسلمان کہلائے گا۔

میری عقل یہی کہتی ہے کہ حالات ایسے ہی ہیں۔ مگر میرا ایمان کہتا ہے کہ تیرا فرض ہے کہ تُو اس مصیبت کو جو اگر اسلام پر نازل ہوئی تو اس کو کچل دے گی، دُور کرنے کی کوشش کر۔ غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ اور پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر کیونکہ تیرا خدا بڑی طاقتوں والا ہے۔ شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکال دے اور اس تباہی کو جو اسلام کے سامنے ایک نئے رنگ میں کھڑی ہے دُور کر دے۔

غیر احمدیوں کے لئے یہ دِقّت ہے کہ یورپ اپنی مخالفت سے ان کو تباہ کر دے گا۔ ہمارے لئے یہ مشکل ہے کہ یورپ اپنی دوستی سے ہمارے دین کو برباد کر دے گا۔ وہ تو اپنی حالت پر خوش ہیں، ہم لوگ خوش نہیں ہو سکتے۔ ان کو حکومتوں کی فکر ہے اور ہمیں اسلام کی۔ **پس ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کر لیں۔** اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو۔ پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے مَیں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے۔

یورپ کے لئے اسلام کا قبول کرنا مقدّر ہو چکا ہے

اگر مَیں زندہ رہا تو میں انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اس جدو جہد میں مر گیا تو اے قوم! میں ایک نذیرعُریان کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ **اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا، آہ نہ چھوڑنا۔** مَیں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر اک حکم نا قابل تبدیل ہے، خواہ چھوٹا ہو، خواہ بڑا۔ جو چیز سنّت سے ثابت ہے وہ ہرگز نہیں بدلی جاسکتی۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھتا ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ تم دنیا کے حالات سے آنکھیں بند کر لو اور بعض نادانوں کی طرح کہہ دو کہ پھر یورپ کی تبلیغ پر لاکھوں روپیہ صَرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ **یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے۔ وہ مانے نہ مانے، تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو، تم کو اسے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اگر تم دشمن پر فتح نہیں پا سکتے تو تمہارا یہ فرض ضروری ہے کہ اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہو تا وہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر تم پر فتح نہ پالے۔ اور پھر مَیں کہتا ہوں کہ یہ کسی کو کس طرح معلوم ہوا کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہیں کرے گا۔ یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدّر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے۔**

پس ہم اگر یورپ کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہماری مثال اس کبوتر کی ہوگی جو بلّی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب مَیں محفوظ ہوگیا ہوں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم کو جب تک صحیح راستہ معلوم نہ ہو ان لوگوں کے مسلمان بنانے پر زیادہ زور نہ دیں۔ مگر یورپ میں ایسے مشن رکھنے جو ہر وقت حالات کو تاڑتے رہیں اور موقع کے منتظر رہیں نہایت ضروری ہے۔ قرآن کریم حکم دیتا ہے وَ رَابِطُوْا۔ ہمیشہ دشمن کی سرحد پر اپنے آدمی رکھو جو اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہیں۔ جس دن مسلمانوں نے اس حکم سے غفلت کی اسی دن سے وہ تباہ ہونے لگے اور اگر تم بھی روپیہ کے خرچ سے ڈر کر یا کسی اور سبب سے ایسا کرو گے تو تم بھی تباہ ہو گے۔ خدا تم کو بچائے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔‘‘

....

مسیح موعود کے قائم مقام کے سفر یورپ کا ذکر قرآن کریم میں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید سے بھی اپنے اس سفر یورپ کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’یورپ کی طرف مسیح موعودؑ یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے سفر کرنا جس غرض سے مَیں نے سفر کیا ہے، قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے سفر کے بغیر اسلام کی حفاظت کامل نہیں ہوسکتی۔ یہ ذکر سورۃ کہف میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کی نسبت فرماتا ہے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا یٰذَالْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰی وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا۔ (الکھف:86 تا 89)۔ پس ذوالقرنین ایک راستہ کی طرف چلا یہاں تک کہ وہ مغرب کے ملکوں میں پہنچ گیا۔ اور دیکھا کہ یہ ممالک جہاں سورج ڈوبتا ہے ایک گدلے چشمے کی طرح ہیں جس میں پانی تو ہے مگر بُودار اور گندہ جو استعمال کے قابل نہیں رہا۔ اور اس نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم دیکھی جس کی نسبت ہم نے ذوالقرنین سے کہا کہ تُو ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر۔ یا تو یہ فیصلہ کر کہ یہ تباہ کر دیئے جائیں اور یا تُو ان سے ایسا سلوک کر کہ ان کی حالت اچھی ہو جائے۔ ذوالقرنین نے جواب میں کہا کہ جو ظلم کرنے والا ہوگا اس کو تو میں عذاب دوں گا اور پھر وہ خدا کی طرف لوٹایا جائے گا یعنی مر جائے گا۔ اور اس کو ایسا سخت عذاب ملے گا جو کسی کو کم ہی ملا ہوگا۔ اور جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے گا پس اس کو نیک جزا ملے گی اور ہم اسے اپنے احکام سہولت کے ساتھ، آسانی کے ساتھ سمجھائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ذوالقرنین آپ کا نام ہے۔ اور گدلے چشمہ سے مراد مسیحی تعلیم ہے۔ جو ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مگر اب وہ خراب ہوگئی ہے اور استعمال کے قابل نہیں۔ مغرب کے لوگ اس چشمہ کے پاس ہیں۔ یعنی اس گندی تعلیم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ۔ ذوالقرنین ایک ملک کی طرف گیا جو مغرب میں تھا۔ پس یہ سفر قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ نبیوں کے جانشین چونکہ نبیوں کے قائم مقام ہوتے ہیں اُن کا کام نبیوں کا کام ہی کہلاتا ہے۔ پس خلیفۂ مسیح موعود کا جانا ایسا ہی ہے جیسے کہ خود مسیح موعود کا جانا۔

پس یہ سفر درحقیقت ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو ایسی اہم ہے کہ قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ کے متعلق اصول طے کرنے اور علم حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے لئے سفر ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ اب خواہ ان کو ہلاک کر، خواہ ان کی بھلائی کی تدبیر کر۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کے لئے جاتا ہے یہ سمجھ کر جاتا ہے کہ یہ لوگ بچائے جانے کے قبل ہیں۔ نہ کہ وہ جاتا تو تبلیغ کے لئے ہے اور سوچنے لگ جاتا ہے کہ مَیں ان کو ہلاک کردوں۔

پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ یا آپ کا جانشین خالی الذہن ہو کر جائے گا اور وہی جا کر فیصلہ کرے گا کہ ان لوگوں سے کیا کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اختیار دے گا کہ وہ کامل غور اور فکر کے بعد جو چاہے کرے۔ خواہ تو ان کو اپنے کفر میں چھوڑ دے تا کہ اس دنیا میں کفر کے عذاب میں مبتلا رہیں اور اگلے جہان میں دوزخ اور خدا تعالیٰ سے بُعد کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ اور یا پھر ان میں تبلیغ کو جاری کرنے کا فیصلہ کرے اور ان کی بہتری کی تجویز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نتیجہ پر وہ پہنچے گا، وہ بَین بَین ہوگا۔ اور اس میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف تدابیر کو اختیار کیا جائے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا؟ اسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے۔ اور چونکہ ابھی وقت نہیں آیا وہ مجھ پر ظاہر نہیں ہے اس لئے مَیں اس کا اعلان نہیں کرسکتا۔ ہاں اصول اللہ تعالیٰ نے بتا دیئے ہیں اور مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے یہ کام لے اور اس پیشگوئی کا ظلّی طور پر مجھے مصداق بننے کا موقع دے۔

غرض اے بھائیو! **مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کا مغربی ممالک میں جانے اور وہاں جا کر ان کے متعلق آئندہ تبلیغ کے متعلق رائے قائم کرنے کی خبر قرآن کریم میں دی گئی ہے۔ اور گویا تمام سفر کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے جو اس وقت پیش آیا ہے۔** اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔‘‘

1924ء سے سو سال بعد

حضرت مصلح موعودؓ نے تفصیل کے ساتھ اس سفر کی اغراض پر روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا:

’’مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس غرض کو پورا کرنا انسان کا کام ہے؟ اس انگریز نے سچ کہا جس نے اس سفر کو سمندروں کی لہروں پر حکومت کرنے کے خیال کے مترادف بتایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اور اس کے **کئی نتائج بظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں۔** سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ رحم کر کے ہماری زندگیوں میں یہ نظارہ ہمیں دکھا دے کہ مغرب میں اسلام پھیلے اور اسلام اس طرح پھیلے کہ وہ لوگ اسلام کو اپنے مطابق نہ بنائیں بلکہ اسلام کے مطابق خود بن جاویں۔ اور ایسی سکیم تیار ہو جائے کہ جس کے بعد اس بات کا خطرہ نہ رہے کہ مغربی تمدّن اسلام کے اندر تغیّر کر سکے گا۔ **پس اس کام کے لئے آپ لوگ جس قدر دعائیں کریں تھوڑی ہیں۔** بے شک آپ لوگ یہ دعا کریں کہ اس سفر میں تبلیغ کا بھی کوئی پہلو پورا ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ **مگر اصل زور دعا میں اس امر پر ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ تدبیریں سمجھا دے کہ جن کی مدد سے یورپ کو حقیقی طور پر اسلام میں داخل کیا جا سکے۔ اور اسلام یورپ کے تمدّن کے ایسے اثر سے جو اسلام کی حقیقت کے خلاف ہو محفوظ رہے۔**‘‘ (الفضل 16؍اگست 1925ء)

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 430 تا 436۔ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

....

اس مضمون میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تحریر فرمودہ یہ جملہ کہ ’’**اس کے کئی نتائج بظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں۔**‘‘ خصوصی توجہ کے لائق ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1955ء میں بھی یورپ کا ایک دورہ فرمایا۔ اور آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھی یورپ کے دورہ پر تشریف لاتے رہے اور پھر 1984ء میں خدا تعالیٰ کی تقدیر خلافت کو ہی یورپ میں لے آئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے عہد خلافت میں جس طرح یورپ و امریکہ کے ممالک میں مبلغین اسلام و احمدیت کی ایک یلغار کی اور مشنز کے قیام اور تراجم قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے جو کامیاب مساعی فرمائیں اور آپ کے بعد خلافتِ ثالثہ و خلافت رابعہ اور اب خلافت خامسہ کے عہد میں جس طرح ترقی کی نئی منزلیں طے ہوئیں اور خلفاء کرام نے یورپ کے مختلف ممالک کے متواتر دورہ جات کے ذریعہ اپنی دعاؤں اور غور وفکر اور اللہ تعالیٰ سے حاصل ہونے والی رہنمائی کی روشنی میں یورپ میں اسلام احمدیت کی ترقی و اشاعت اور استحکام کے لئے جو اَنتھک محنت کی اور جس طرح اپنے جگر خون کئے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے ان مساعی جمیلہ کو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ جس طرح نہایت شیریں ثمرات حسنہ سے نوازا اور نوازتا چلا جا رہا ہے تاریخ احمدیت کا یہ باب بھی بہت حسین، دلکش اور حد درجہ ایمان افروز ہے۔ خلافت احمدیہ کی زیر سیادت یورپ و امریکہ ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا کاروان کامیابی کی منازل طے کرتا ہوا مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

آج یورپ کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیروکار اور خلافت احمدیہ کے جانثار موجود نہ ہوں۔ اور بعض ممالک میں تو بڑی مضبوط جماعتیں قائم ہیں جو خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کے تعلق میں بہت بڑھی ہوئی اور اشاعت اسلام و احمدیت کے لئے شاندار قربانیاں کرنے والی ہیں۔ اور ہر ملک میں ہی جماعت مسلسل ترقی پذیر ہے۔

اس وقت یورپ کے حسب ذیل 32 ممالک میں جماعت کے باقاعدہ مشنز قائم ہیں اور مبلغین سلسلہ اور واقفین زندگی اپنے امام ایدہ اللہ کی ہدایات کے مطابق ان ممالک میں اشاعت دین کے کاموں پر مستعد ہیں:

البانیہ، آسٹریا، بیلجیم، بوسنیا اینڈ ہرز گوینا، بلغاریہ، کروشیا، ڈنمارک، اسٹونیا، فِن لینڈ، فرانس، جرمنی، یونان، ہنگری، آئس لینڈ، آئرلینڈ، اٹلی، کوسووو، لتھوانیا، میسیڈونیا، مالٹا، نیدرلینڈ (ہالینڈ)، ناروے، پولینڈ، پرتگال، رومانیہ، رشیا، سلوو ینیا، سپین، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، ٹرکی، یوکے۔

اسی طرح خلفائے احمدیت کی زیر ہدایت و نگرانی یورپ کی حسب ذیل 18 زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں:

انگریزی، البانین، بوسنین، بلغارین (ترجمہ شائع ہوا تھا اب اس پر نظر ثانی ہو رہی ہے)، ڈینش، فرنچ، جرمن، یونانی (Greek)، اٹالین (ترجمہ شائع ہوا تھا اب

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
• Asylum & Immigration
• New Point Based System
• Settlement Applications (ILR)
• Post Study Work Visa
• Nationality & Travel Documents
• Human Rights Applications
• High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اس پر نظرثانی ہورہی ہے)، ڈچ، نارویجین، پولش، پرچگیز، رشین، سپینش، سویڈش، ٹرکش۔

ان میں سے بعض زبانوں کے تراجم کے ایک سے زائد ایڈیشن بھی طبع ہوچکے ہیں۔ انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن کے علاوہ One Volume Short Commentary اور Five Volume Commentary بھی شائع ہوچکی ہیں۔ اور یوں یورپ کی کثیر آبادی تک ان کی اپنی زبانوں میں قرآن مجید کی تعلیمات کی وسیع اشاعت ہوچکی ہے۔ اسی طرح دیگر کئی زبانوں میں مکمل تراجم قرآن کریم کا کام مختلف مراحل پر ہے۔

یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ 1924ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر انگلستان کے دوران یورپ میں پہلی احمدیہ مسلم مسجد 'مسجد فضل لندن' کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ کے مختلف ممالک میں متعدد مساجد تعمیر ہوچکی ہیں۔ انہی میں سے ایک 'مسجد بیت الفتوح' (لندن) وہ مسجد ہے جو اب تک مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

ایک وقت تھا جب ہندوستان اور پاکستان سے مبلغین یورپ اور امریکہ آیا کرتے تھے اور اب خلافت خامسہ کے مقدس عہد میں یورپ میں انگلستان اور جرمنی میں اور اسی طرح کینیڈا میں باقاعدہ طور پر جامعات احمدیہ قائم ہوچکے ہیں۔ انگلستان اور کینیڈا کے جامعات احمدیہ سے تو باقاعدہ مبلغین تیار ہوکر میدان عمل میں اتر چکے ہیں اور تبلیغ و تربیت کے جہاد میں مصروف ہیں۔ اور اگلے چند سالوں میں جرمنی کے جامعہ احمدیہ سے بھی شاہد مبلغین فارغ التحصیل ہوکر اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی سیادت میں میدان عمل میں اُتریں گے۔ انشاءاللہ

یورپ میں انگلستان اور امریکہ میں واشگٹن میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) انٹرنیشنل کے ارتھ سٹیشن قائم ہیں جن سے نہ صرف یورپ اور امریکہ کے مختلف ممالک بلکہ ان کے توسّط سے دیگر مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ عالمگیر سطح پر حقیقی اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا کام خدا کے فضل سے دن رات بھرپور طریق پر جاری ہے۔

شجر احمدیت خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کے شیریں اثمار سے لدا ہوا ہے۔ اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی مہم خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر سیادت نہایت کامیابی سے اور برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جو اقتباس اوپر درج کیا گیا ہے اس میں آپؓ نے یورپ میں اسلام کی اشاعت کے کام کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ **'اس کے کئی نتائج بظاہر کم سے کم ایک صدی کا وقت چاہتے ہیں'**۔ آپؓ کی یہ تحریر 1924ء کی ہے۔ آج 2014ء ہے۔ گزشتہ 90 سال نہ صرف یورپ اور مغربی ممالک میں بلکہ تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقیات اور کامیابیوں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی نصرت و تائید پر روشن گواہ ہیں۔ اور جس رفتار سے روحانی فتوحات اور کامیابیوں اور کامرانیوں کا یہ سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگلے دس سال غلبۂ اسلام کی اس عظیم الشان مہم میں غیر معمولی اہمیت کے حامل سال ہیں۔ اگلے دس سالوں میں اسلام احمدیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کیا کچھ نشانات و فتوحات عطا کرنے والا ہے اس کا ہم شاید ابھی تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل وابستگی اختیار کرتے ہوئے اور آپ کی ہدایات کے مطابق اخلاص و وفا اور اطاعت کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عظیم فضلوں کے مورد بنتے رہیں۔

یورپین تہذیب کی تباہی اور مصر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے 1924ء کے اس سفر کے دوران قاہرہ مصر میں بھی دو روز قیام فرمایا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''قاہرہ بمبئی سے بڑا شہر ہے۔ مغربی تعریف جو تہذیب کی ہے اس کے لحاظ سے ہندوستانی شہروں سے تہذیب میں بدرجہا بڑھ کر ہے۔ ساری دنیا کے آدمی آپس میں ملتے ہیں۔ یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیاء اس میں اس طرح جمع ہیں جس طرح ناف میں پیٹ کی چاروں طرفیں جمع ہوجاتی ہیں۔ اور اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کے اخلاق پر مغربی تعلیم کا بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ **میرے نزدیک مصر مسلمانوں کا بچہ ہے جسے یورپ نے اپنے گھر میں پالا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے بلادِ اسلامیہ کے اخلاق کو خراب کرے۔** مگر میرا دل کہتا ہے اور جب سے مَیں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے مَیں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ **یورپین فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے۔** اور اب میں اسی بناء پر کہتا ہوں کہ یورپ نے اس امر میں ایسا ہی دھوکا کھایا ہے جیسا کہ فرعون نے۔ **مصر جب خدا تعالیٰ کی تربیت میں آجائے گا تو وہ اسی طرح یورپین تہذیب کے مخرب اخلاق حصوں کو توڑنے میں کامیاب ہوگا جس طرح حضرت موسیٰؑ فرعون کی تباہی میں۔ بے شک اس وقت یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے مگر جو زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے۔''**

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 440۔ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

آج جو مصر اور دیگر عرب ممالک میں بعض واقعات رونما ہو رہے ہیں یہ بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ یہ حالات اگرچہ بہت تکلیف دہ ہیں لیکن ہمیں امید ہے کہ ان کی کوکھ سے اسلام کی شان و شوکت کا دَور جاری ہو گا۔ احباب جماعت جو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبات و خطابات کو غور سے سنتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مصر اور دیگر عربی بولنے والے ممالک میں کس طرح سعید فطرت لوگوں کو اسلام احمدیت کی طرف رہنمائی کرکے اپنی تربیت میں لے رہا ہے۔ خاص مصر سے بھی کئی سعید روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوچکی ہیں اور عظیم الشان روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جاچکی ہے۔ وہ دن دُور نہیں جب خدا تعالیٰ کے تمام وعدے اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ پورا ہوکر مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی صداقت پر گواہی دیں گے۔ انشاءاللہ۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے امام کی کامل اطاعت کرتے ہوئے تمام مفوضہ فرائض کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے ہر قسم کی قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

(باقی آئندہ)

مکوٹانو (کینیا) میں مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب سعید

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

الحمدللہ ثم الحمدللہ جماعت احمدیہ کینیا کو ہر سال متعدد نئی مساجد کی تعمیر، توسیع اور ان کی تزئین و آرائش کی توفیق مل رہی ہے جس سے نہ صرف احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے کام میں تیزی پیدا ہوتی ہے بلکہ تبلیغ حق کے لئے نئے مراکز بھی قائم ہوجاتے ہیں۔ اور احقاقِ حق کے لئے آنے والوں کو بھرپور رہنمائی بھی مہیا ہوتی ہے۔

25 اگست 2014ء کے مبارک دن جماعت احمدیہ مکوٹانو (Makotano) میں پختہ مسجد کی تعمیر کے سنگ بنیاد کی سادہ مگر پُروقار تقریب منعقد ہوئی اور مکرم مولانا طارق محمود ظفر صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

قصبہ مکوٹانو ملک کی جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے Western Province کی Kaka Mega County میں واقع ہے۔ مگر جماعتی انتظام میں اسے صوبہ Rift Velly کے ایلڈوریٹ ریجن میں شامل کیا گیا ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ کا پیغام 1970ء کی دہائی میں پہنچا تھا جب مکرم مولانا چودھری محمد عیسیٰ صاحب (مرحوم) احمدیہ مشن کسومو کے انچارج تھے اور نیانزا (Nyanza) ریجن کے علاوہ ویسٹرن ریجن اور ایلڈوریٹ کا علاقہ بھی ان کی زیرنگرانی تھا۔ اس لحاظ سے مکوٹانو جماعت علاقہ ایلڈوریٹ کی سب سے پہلی اور پرانی جماعت ہے۔ اس وقت ایک احمدی کے گھر میں ایک کچی مسجد بنا کر نمازوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد مالکِ مکان کی نقل مکانی کی وجہ سے یہ سنٹر ختم ہوگیا۔ اس کے بعد غالبًا 2001ء میں یہاں جماعت نے اپنا پلاٹ خریدا اور 2002ء میں یہاں کچی مسجد بنائی گئی۔ اس کے بعد اسی پلاٹ کے ایک حصہ میں پختہ معلّم ہاؤس تعمیر کیا گیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پختہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا ہے۔

اس زیر تعمیر مسجد کا ہال 20X30 فٹ کا ہے جس کے سامنے 7 فٹ چوڑا برآمدہ ہوگا۔ مسجد کے دائیں بائیں دونوں طرف دو گیلریاں تعمیر کی جائیں گی جن میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ وضو کا انتظام ہوگا۔ ٹائلٹس اور باتھ رومز کے بھی دو سیٹ بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ جماعتی تقریبات کے لئے کچن اور سٹور بھی تعمیر کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ چونکہ قصبہ میں بجلی موجود ہے اس لئے انشاءاللہ MTA کے لئے ڈش انٹینا بھی نصب کیا جائے گا تاکہ احباب جماعت اپنے امام عالی مقام کے روح پرور خطبات اور دیگر ایمان افروز پروگراموں سے مستفیض ہوسکیں اور دعوت الی اللہ کا کام بھی ہوسکے۔ وباللہ التوفیق۔

مکرم امیر صاحب کا قافلہ ایلڈوریٹ شہر سے 2 بجے دوپہر روانہ ہوکر سوا تین بجے سہ پہر مکوٹانو پہنچا۔ خاکسار اور معلّمین علاقہ ایلڈوریٹ بھی ہمراہ تھے۔ مکرم امیر صاحب کے پہنچنے پر احباب جماعت اور دیگر مقامی افراد نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد خاکسار نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور امیر صاحب کا تعارف کروایا کیونکہ امیر صاحب کا اس علاقہ کا یہ پہلا دورہ تھا۔ اس کے بعد خاکسار نے تعمیر کی جانے والی مسجد کے منصوبہ کی کچھ تفصیلات بتائیں۔ بعدۂ مکرم مزے اسماعیل سِیلا صاحب صدر جماعت مکوٹانو نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ پھر سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی، ولیج ایلڈر اور قریبی چرچ کے پادری صاحب نے بھی باری باری مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر کے منصوبہ پر مبارکباد دی۔ نیز جماعت کی طرف سے وقتاً فوقتاً فری میڈیکل کیمپس کے انعقاد پر بھی شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب میں اُن کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کی تعمیر کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا اصل شکر اس کی عبادت ہے اور اسی کے لئے مسجدیں بنائی جاتی ہیں۔ اگر مسجدوں کو عبادت سے آباد کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بہترین صورت ہے۔ لہٰذا اس مسجد کو عبادت سے آباد کرنا اور اسے اسلام کے نُور کو پھیلانے کے لئے مرکز بنانا ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فرض کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بعدۂ مکرم امیر صاحب نے محراب کے حصہ میں پہلی اینٹ نصب کی جس کے بعد خاکسار اور جملہ معلّمین، مقامی جماعت کے صدر صاحب اور اراکین مجلس عاملہ و صدر لجنہ اماء اللہ مقامی نے باری باری ایک ایک اینٹ نصب کی۔ پھر پادری صاحب، سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی، ویلیج ایلڈر اور بعض دیگر مقامی غیر از جماعت دوستوں نے بھی ایک ایک اینٹ نصب کی۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ الحمدللہ یہ سارا پروگرام پانچ بجے تک بخیر و خوبی تکمیل پذیر ہوا اور مکرم امیر صاحب کا قافلہ واپس ایلڈوریٹ کے لئے روانہ ہوا۔

تمام احباب جماعت اور قارئین الفضل انٹرنیشنل سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر و تکمیل کے تمام مراحل آسان فرمادے اور اپنے فضل سے اسے نہ صرف مکوٹانو قصبہ بلکہ پورے علاقہ کے لئے تعلیم و تربیت اور تبلیغ حق کا مرکز بنادے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ 20

کی ضرورت اور اسلامی تعلیمات کے پیشِ نظر حضورؓ کی طرف سے پیش کردہ پیغام امن کا ذکر کرتے ہوئے حضور کا یہ ارشاد پیش کیا کہ ’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں‘۔

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

مکرم مبشر ایاز صاحب نے قرآن کریم کی آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا سے استنباط کرتے ہوئے بیان کیا کہ آج دنیا پر آنے والے طرح طرح کے عذاب اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور اس بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالہ جات پیش کیے۔

مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام پر دنیا میں امن کے قیام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ زرّیں حوالہ جات کو پیش کیا جن میں حضورِ انور نے فرمایا ہے کہ ’ہم ممبران جماعت احمدیہ حتی الوسع ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا کو اور انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے...... کیونکہ ہم اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہیں اس لئے ہمیں دنیا کی پریشان کُن حالت پر تکلیف پہنچتی ہے۔ اسی وجہ سے مَیں اور سب احمدی کوشش کرتے ہیں کہ دنیا میں قیام امن کے لئے اپنی ذمہ داریاں حتی المقدور ادا کرتے رہیں۔

انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار پر کیا:

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

....

☆...... اس اجلاس کی دوسری تقریر اردو زبان میں **مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ** کی تھی جس کا موضوع **’’تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات‘‘** تھا۔ مولانا صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کی سیرت سے تعلق رکھنے والے روحانیت سے پُر متعدد ایمان افروز واقعات ایسے ربط اور پُر اثر طریق پر بیان کئے کہ ماحول روحانیت سے معطر ہوگیا۔

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک نہایت لطیف واقعہ سے کیا۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کھانا نہیں کھایا ہوا تھا کہ درس کا وقت ہو گیا۔ پڑھائی شروع ہوئی اور بھوک نے زور پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر کشفی

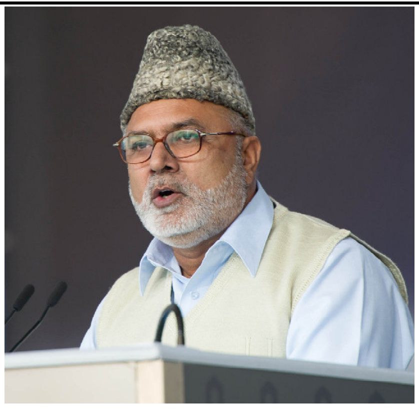

مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب

حالت طاری کی اور گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت انہیں پیش کیا گیا۔ حافظ صاحبؓ نے خوب مزے لے کر کھانا کھایا اور اچھی طرح سیر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف تھا کہ اس کشف کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو بھی دے دی۔ آپؓ پڑھاتے ہوئے حافظ صاحبؓ کی طرف بار بار دیکھتے رہے۔ جب کشفی حالت جاتی رہی تو حضورؓ نے بڑی محبت سے انہیں پنجابی میں فرمایا: ’حافظ صاحب! کلّے ای کلّے!‘ یعنی حافظ صاحب، اکیلے اکیلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جانے والی دعوت کا مزہ لیتے رہے!

پھر ایک اور واقعہ بیان کیا کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ تبلیغ اسلام کے لئے بحری جہاز میں انگلستان کا سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آ گیا اور لہریں جوش مارنے لگیں۔ اس کے سبب حضرت مفتی صاحب کی قے اور متلی کی وجہ سے طبیعت خراب ہوگئی۔ تب آپ نے سمندر کو مخاطب کیا اور کہا: ’’اے سمندر! تجھے خبر نہیں کہ اس جہاز پہ کون سوار ہے؟ اس جہاز پہ مسیح موعودؑ کا حواری سوار ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے سفر کر رہا ہے۔ تُو مجھے بے آرام کرتا ہے اور تکلیف دیتا ہے‘‘۔ یہ کہتے ہی خدا تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ تھم جا، چنانچہ سمندر ساکن ہو گیا اور اس کے بعد جہاز سمندر میں اس سکون سے چلتا تھا کہ گویا ہم خشکی پر ہیں۔

مکرم مولانا صاحب نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی محبوب عالم صاحب کشمیر کے خطرناک جنگلوں میں تبلیغی سفروں پر بکثرت جایا کرتے تھے۔ ان جنگلوں میں خونخوار درندے بھی رہتے تھے۔ آپؓ نے حفاظت کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرتے ہوئے آپ کی حفاظت کے لئے ایک شیر مامور کیا۔ ایک روز مولوی صاحب کا شاگرد بھی ان تبلیغی سفروں میں شامل ہوا۔ وہ شیر کو دیکھ کر چیخیں مارنے لگا۔ مولوی صاحبؓ نے تسلی دلائی اور فرمایا ڈرو نہیں، یہ شیر تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ اس شیر کو میرے خدا نے میری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ جب بھی مَیں تبلیغ دین کے لئے جاتا ہوں اور جنگل سے میرا گزر ہوتا ہے تو یہ شیر ہمیشہ میرے دائیں بائیں آگے پیچھے چلتا رہتا ہے اور دوسرے جنگلی درندوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔ جب جنگل ختم ہو جاتا ہے اور بستی آ جاتی ہے تو یہ شیر واپس جنگل میں لوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح آپ نے حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا۔ احراریوں نے پشاور کے بھرے بازار میں آپ کو قتل کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ پر پستول چلایا، مگر خدا کی قدرت کہ گولیاں پستول میں پھنس گئیں اور پستول نہ چل سکا۔

موضوع سے متعلق متعدّد بزرگانِ سلسلہ کے حالات و واقعات بیان کرنے کے بعد مقرر موصوف نے اپنی تقریر کا اختتام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک انتہائی خوبصورت اقتباس پیش کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔‘‘ (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

....

اس کے بعد محترم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

خوش الحانی سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

....

☆...... تیسری تقریر **مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز چیئرمین ہیومن رائٹس کمیٹی برطانیہ** نے کی جو انگریزی زبان میں تھی۔ آپ نے یہ تقریر **’’حضرت مسیح موعودؑ سے نصرت الٰہی کے وعدے اور ان کا ظہور‘‘** کے عنوان پر کی۔

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ کی قدیم سنت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں اور انبیاء کو ہر حال میں اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور اسی طرح ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ پر بھی خطرناک حملے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپؐ کو ہر شر سے بچایا۔ نیز ہر نبی کو مشکلات سے گزرنا پڑا چنانچہ حضرت اقدس مسیح

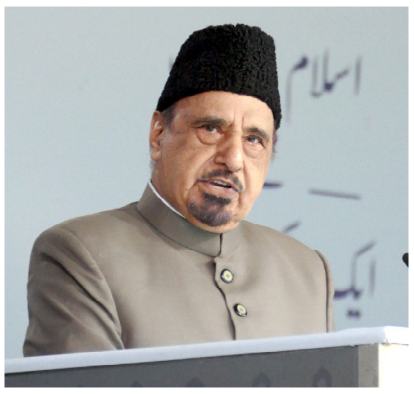

مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مشکلات و تکالیف کا آنا انبیاء علیہم السلام کی سنت کے عین مطابق تھا۔

خدا تعالیٰ نے بے شمار الہاموں میں آپؑ کو مخاطب ہوتے ہوئے آپؑ سے تائید و نصرت کے ایسے ایسے وعدے کئے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مقرر موصوف نے بعض الہامی وعدوں کا ذکر کیا مثلاً یہ کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ یہ وعدے ایسے زبردست طریق پر پورے ہوئے کہ آپؑ نے خود فرمایا کہ باوجود انتہائی مخالفت کے دشمن کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور اس قدر لوگ قادیان کی طرف کشاں کشاں چلے آئے کہ قادیان کی سڑکیں ٹوٹنے لگیں۔

پھر آپ نے ایک اور الہام کا ذکر کیا کہ ’یہ نان تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے‘۔ اس الہام کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے لنگر خانہ کا آغاز فرمایا جس سے آج ہزاروں بلکہ لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگ بلا تفریق رنگ و نسل و بلا امتیاز مذہب استفادہ حاصل کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی ترقی پذیر ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک شعر میں فرمایا تھا کہ

’لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِی
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِی

کہ ایک وقت تھا کہ میں بچا ہوا کھانا کھایا کرتا تھا اور اب یہ وقت ہے کہ پوری دنیا سے لوگ میرے دسترخوان سے کھا رہے ہیں۔

فاضل مقرر نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘ ہر وقت بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے اس الہام کا آپؑ نے اس وقت اعلان کیا جب عیسائی، ہندو اور آریہ اسلام پر ہر طرف سے حملے کر رہے تھے اور مسلمان بھی آپؑ کی سخت مخالفت کر رہے تھے۔ اب احمدیت کا پودا 200 سے زائد ممالک میں لگ چکا ہے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام پوری دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔

مقرر موصوف نے دشمنان اسلام کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کا بھی ذکر کیا کہ ’اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ وَ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ‘ کہ میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے اور اس کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔

آپ نے مختلف ادوار میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے خلاف اٹھنے والے دشمنوں اور ان کے رسوا کُن انجام کا ذکر کیا جن میں پنڈت لیکھرام، مولوی محمد حسین بٹالوی، پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے آیت استخلاف کا ذکر کیا اور کہا کہ احمدیت کا دنیا پر غلبہ اٹل حقیقت ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس بھی پیش کیا کہ: ’’میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گزرتا ہوگا جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی اس طور سے اس ملک میں نہیں آئے تھے خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 199)

مقرر موصوف نے وضاحت سے بیان کیا کہ پچھلے سو سال میں دنیا میں مختلف مقامات پر خارق عادت طور پر شدید زلزلے آئے ہیں اور آج تک خوفناک زلزلوں کا یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے متعلق یہ واقعہ سنایا جو حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم مسجد مبارک میں حضرت اقدسؑ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میاں شریف آئے۔ دیکھنے

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پر حضرت اقدس نے فرمایا: 'وہ بادشاہ آیا'۔ میں نے حضورؑ سے عرض کی کہ یہ تو میاں شریف ہیں۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا: یہ بادشاہ بنے گا اگر یہ نہیں تو اس کا بیٹا بنے گا اور اگر وہ نہیں تو یقیناً اس کا بیٹا ضرور بنے گا۔ آج ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پوتے اور دنیا کے حقیقی بادشاہ ہمارے موجودہ امام خلیفۃ المسیح حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساری دنیا کے بادشاہوں اور حکمرانوں کو امن و صلح کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کی ایک جماعت حضور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معاونت کے لئے قائم فرما دی ہے۔

اس تقریر کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اردو منظوم کلام

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

مکرم طاہر خالد صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ یو کے نے خوش الحانی سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور کا مستورات سے خطاب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوپہر 12 بجے کے قریب جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لے گئے جہاں مستورات کے ایک خصوصی سیشن سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمانا تھا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محترمہ قرۃ العین طاہرہ صاحبہ نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرمہ لبنیٰ وحید صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ منظوم کلام

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

کے چنیدہ اشعار پیش کئے۔ بعد ازاں مکرمہ سودابہ احمد صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک فارسی نظم

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

خوش الحانی سے پیش کی جس کا اردو ترجمہ مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ نے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم اسناد و میڈلز

اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے حضورِ انور کی اجازت سے رپورٹ پیش کی اور پھر اعزاز پانے والی طالبات کے اسماء باری باری پکارے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمائیں جبکہ حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان طالبات کو متبرّک میڈلز سے سرفراز فرمایا۔ انعام پانے والی خوش نصیب طالبات کے اسماء درج ذیل ہیں:

عاتکہ حفیظ صاحبہ، نور الیمن بٹار صاحبہ، ندرت احمد صاحبہ، عدیلہ احمد صاحبہ، امۃ المصور احمد ظفری صاحبہ، عماریہ سمن امین صاحبہ، عائشہ احمد صاحبہ، ادیبہ محمود صاحبہ، نعیمہ ہما خان صاحبہ، مقدس نواز صاحبہ، فائزہ چیمہ صاحبہ، امان انصر صاحبہ، شانزہ خان صاحبہ، طوبیٰ کھوکھر صاحبہ، مشعل ناصر صاحبہ، ہاجرہ افتخار صاحبہ، عروسہ ملک صاحبہ، ماریہ احمد صاحبہ ، سدرہ عبدل صاحبہ، سمیرہ عمبر صاحبہ، باسمہ اکرام صاحبہ، طوبۃ الاعجاز احمد صاحبہ، نائلہ تسنیم صاحبہ، ملیحہ منصور صاحبہ، آمنہ کلیم سید صاحبہ، سارہ سید صاحبہ، وردہ گل احمد صاحبہ، نادیہ بوراگبا صاحبہ، ڈاکٹر عائشہ ملک صاحبہ، رابعہ احمد صاحبہ، نوشابہ بتول صاحبہ ، عطیۃ الرحمٰن صاحبہ، جویریہ ابدال صاحبہ، کومل فاطمہ صاحبہ، نصرت جہاں چوہدری صاحبہ، جویریہ عبدل صاحبہ، فوزیہ کورائی صاحبہ، مدیحہ عبید صاحبہ، رابعہ منصور صاحبہ، شائلہ تالپور صاحبہ، ماریہ خان صاحبہ۔

حضورِ انور کا خطاب

تقسیم انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج جو باتیں مَیں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ عورتوں کے لئے بھی اسی طرح ضروری ہیں جس طرح مردوں کے لئے۔ اسلام میں عورت اور مرد دونوں کو جو ایک گھر کی اکائی ہیں، اپنے گھروں کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی اکائی کی اہمیت کو سمجھنے اور معاشرے کا اہم حصہ بننے کی تعلیم دی ہے۔ آجکل کا معاشرہ اپنے حقوق پر تو بہت زور دیتا ہے مگر اپنے ذمہ فرائض کو بھول جاتے ہیں یا انہیں ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ اپنے حق تو انصاف کے حوالے دے کر لینا چاہتے ہیں لیکن دوسروں کے حق دینا نہیں چاہتے۔ اپنے حقوق کو دوسروں کے حقوق پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ایک مومن کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے حق ادا کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر تم اپنے فرائض اور حقوق ادا کرو گے تو تمہارے حقوق خود بخود ادا ہو جائیں گے اور یہ حقوق دو طرح کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق۔ یہ دونوں قسم کے حقوق ادا کرنے والوں کو عباد الرحمان کہا گیا ہے۔ اس میں عورتیں بھی شامل ہیں اور مرد بھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا احمدی ہونا ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ صرف ظاہری رنگ اور الفاظ میں ہی نہیں بلکہ حقیقت میں ہم رحمان خدا کے بندے بننے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اپنے ذمہ حقوق و فرائض کو ادا کریں اور یہ حق اس صورت میں ادا ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم ہو اور جب اس کے رسول کی آواز پر کان دھرے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی آواز کو سنو اور قبول کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائے۔ جس زندگی کی طرف بلایا جا رہا ہے یہ روحانی زندگی ہے اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی کام کی طرف توجہ دلائیں تو ان کی باتوں کو غور سے سنو۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس روحانی زندگی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک احمدی عورت اور مرد کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں عبدرحمان بنوں گا۔ حضرت مسیح موعود نے شرائط بیعت میں اتنی جامعیت کے ساتھ ان تمام فرائض کا ذکر فرما دیا ہے جو ایک مومن کو عبدرحمان بناتے ہیں۔ ہر احمدی نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ ظلم نہیں کرے گا۔ خیانت نہیں کرے گا۔ فساد سے بچے گا اور نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ یہ نفسانی جوش ہی ہیں جو گھریلو مسائل کو بھی جنم دیتے ہیں۔ پس اس طرف ہر احمدی عورت اور مرد کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پھر عفوو درگزر ہے، عاجزی و انکساری کا عہد ہے۔ یہ تمام باتیں شرائط بیعت میں شامل داخل ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کا بھی عہد ہے۔ اگر صحیح رنگ میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی جائے، اس کے احسانوں کو یاد کیا جائے تو پھر اس کے حکموں پر بھی انسان چلتا ہے پھر عفوو درگزر اور عاجزی وانکساری یہ ساری باتیں خود بخود پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پھر صبر اور حوصلہ دکھانے کا بھی عہد ہے۔ بدرسومات اور بدعات سے بچنے کا عہد ہے۔ پھر نمازوں کی پابندی، نوافل اور تہجد ادا کرنے کی طرف توجہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شرائط بیعت میں موجود یہ ساری باتیں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائیں اور جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یاد دہانی کروائی۔ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم عبدرحمان بننا چاہتے ہو تو پھر یہ بھی حق ادا کرو جو ایک عبادت کا رنگ ہے کہ اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، توبہ و استغفار کرتے رہو۔ غرض کہ آپ کی تمام شرائط بیعت وہ ہیں جن پر چلنے کا ایک احمدی وعدہ کرتے ہوئے احمدیت میں داخل ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک عام آدمی اور ایک احمدی کے عملی نمونوں میں واضح فرق ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر کے اس روشنی سے حصہ لیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں روشنی دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسلمانوں کا زوال راتوں کی دعاؤں کو چھوڑنے اور لہو ولعب میں پڑنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ فرمایا کہ آجکل بھی لہو و لعب رات دیر تک مختلف غیر تعمیری کاموں میں مصروف رہنا، ٹی وی ہے، فلمیں ہیں، انٹرنیٹ پر بیٹھنا ہے اور پھر صبح فجر کی نماز پر نہ اٹھنا۔ تہجد تو علیحدہ رہی فجر کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب فجر کی نماز وقت پر ادا نہ ہوگی تو یہیں سے پھر زوال بھی شروع ہو جائیں گے۔ پس یہ کوشش ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں کیونکہ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ زوال وہیں شروع ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کسی بھی جماعتی عہدیدار یا کسی بھی احمدی کے غلط نمونہ کی وجہ سے کسی دوسرے کو ٹھوکر نہیں لگنی چاہئے اور چاہئے کہ ہر عہدیدار اپنے اندر عاجزی و انکساری پیدا کرے اور تکبر و نخوت کو اپنے قریب بھی پھٹکنے نہ دے۔ حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ کے مومن بندوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ جب فسادی، جھگڑالو اور جاہل اور بداخلاق لوگوں کے ساتھ ان کا واسطہ پڑتا ہے تو مقابلے میں بجائے اوچھے ہتھکنڈوں سے جواب دینے کے عباد الرحمٰن یہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، ہم تو تمہارے لئے بھی امن اور سکون چاہتے ہیں۔ یہی ہتھیار ہے جو ایک مومن کی کامیابی کا راز ہے۔ اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں تو ہمارے بہت سے گھریلو مسائل بھی حل ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میاں بیوی کے جھگڑوں میں بھی بعض اوقات شادی سے چند دن بعد اور بعض دفعہ بچے ہونے کے بعد بھی جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، گھر ٹوٹتے ہیں۔ ان کی بڑی وجہ جہالت سے تُرکی بہ تُرکی جواب دینا ہی ہے اور یہی وجہ ہے جو بے صبری ہے اور جاہلانہ حرکات کی وجہ سے رشتے بھی ٹوٹتے ہیں۔ پس اس جہالت سے

جلسہ گاہ کا ایک خوبصورت اندرونی منظر

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

جلسہ گاہ کا ایک اور خوبصورت اندرونی منظر

بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس کا علاج اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہمیں بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مدد چاہو، دعا کرو، استغفار کرو، لاحول پڑھو اور ذکر الٰہی کرو۔ پس ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ گھر کا ماحول اور میاں بیوی کے جھگڑے بچوں پر منفی اثر ڈال رہے ہوتے ہیں۔ معاشرہ مذہب سے دور لے جانے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے اس لئے یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہمیں کفر اور شیطنت کے جہنم سے بچا۔

حضور انور نے فرمایا کہ رحمان خدا کے بندوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے، ہر حالت میں ان کے منہ سے سچ اور صداقت کے الفاظ نکلتے ہیں۔ ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ وہ دنیا میں سچائی کو پھیلائے اور انصاف کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ فرمایا کہ ہم میں سے ہر بچے، بوڑھے، عورت اور ہر مرد کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں ہر حالت میں میں نے سچ بولنا ہے۔ خاص طور پر احمدی عورتوں کو سچائی کے قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلانی چاہئے کیونکہ عورتوں نے آئندہ نسلوں کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

حضور انور نے معاشرے کی مختلف برائیوں اور بدیوں کی نشاندہی فرمائی، یورپین معاشرے میں بڑھتی ہوئی برائیوں کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ یہ سب لغویات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں سے منع فرمایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر یہ باتیں ہم اپنے سامنے رکھیں تو تمام قسم کی نیکیوں پر عمل کرنے کی ہماری کوشش ہوگی اور تمام قسم کی برائیوں کو چھوڑنے کے لئے ہم جدوجہد کریں گے۔ نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے بچنا ہمیں ہماری اپنی حالتوں میں بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والا بناتا چلا جائے گا اور ہم اس پاک معاشرے کو جنم دینے والے ہوں گے جسے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور جس کو اس زمانے میں دوبارہ دنیا میں رائج کرنے اور خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر کے عبد رحمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا ہے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور دعا کے بعد لجنہ کی طرف سے مختلف ممالک کی نمائندگی میں مختلف زبانوں میں ترانے پیش کئے گئے۔ اس کے بعد حضور انور السلام علیکم کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔ (حضور انور کے خطاب کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں بعد میں شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کی مین مارکی میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد دوپہر کے کھانے کے لئے وقفہ ہوگیا۔

تیسرا اجلاس

جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز 4 بجے بعد دوپہر امیر جماعت احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم داؤد احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے مہمان مقررین تشریف لائے اور حاضرین سے مختصر وقت کے لئے مخاطب ہوئے۔

ان معزز مہمانوں میں میئر آف مرٹن، میئر آف کرائیڈن، بیلجیم سے آنے والے ایک شہر کے میئر اور ڈپٹی میئر، ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو کے ممبر پارلیمنٹ Mr. Prakash Ramadhar، کینیڈا سے آنے والی ایک خاتون ممبر پارلیمنٹ اور ایک مرد ممبر پارلیمنٹ شامل تھے۔ ان سب مہمانوں نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کو سراہا اور جماعت کی مہمان نوازی پر شکریہ کا اظہار کیا۔ اور جماعت کی امن پسند تعلیم اور خدمت انسانیت کے کاموں کو داد دی اور کہا کہ اسلام پیار کا مذہب ہے اور دنیا کو آپ کی اس وقت ضرورت ہے۔

کینیڈا سے تشریف لانے والی خاتون ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ مستورات کی جلسہ گاہ میں حضور کا خطاب صرف جلسہ میں شامل ہونے والوں کو ہی نہیں بلکہ ہر شخص کو سننا چاہیے کیونکہ اس کی دنیا میں بہت ضرورت ہے۔

ابھی مہمانوں کے ایڈریسز کا سلسلہ جاری تھا کہ اس دوران حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ حضور کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر مکرم امیر صاحب یوکے نے حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے سنگاپور کی تنظیم گلوبل آؤٹ سٹینڈنگ چائینز 100 (GOC 100) کے چیئرمین Mr. Lee Khoon Choy کے نمائندہ Mr. Peter Lee کو خطاب کی دعوت دی جنہوں نے تنظیم GOC 100 کے چیئرمین کی طرف سے حضور انور کی تمام دنیا میں قیام امن کے لئے غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں The Plaque of Peace کا تحفہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضورِ انور کی اجازت سے یوگنڈا سے آنے والے مہمان اور اسی طرح یورپین پارلیمنٹ کے ممبر Mr. Denis اور یوکے کی ممبر آف پارلیمنٹ Mrs. Justine Greenings نے حاضرین سے مختصر خطاب کیے۔ ان معزز مہمانوں نے ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ دنیا بھر میں خدمتِ انسانیت اور جماعت کی امن پسندی کی تعریف کی اور کہا کہ آپ کی جماعت انسانیت کے لئے بہت کام کر رہی ہے۔ اس کا پُر زور اور آسان فہم پیغام دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہے۔

معزز مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے آخری اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ جس کی تفصیل الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ شمارہ میں پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

(باقی آئندہ)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم ستمبر 2010ء میں مکرم ملک سعید احمد رشید صاحب اپنی اہلیہ مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ (بنت مکرم شریف احمد صدیقی صاحب) کا ذکر خیر کیا ہے۔

حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ کپورتھلوی (صحابی از 313) نہایت عبادت گزار اور ولی اللہ بزرگ تھے۔ ''براہین احمدیہ'' کا مطالعہ کرنے کے بعد قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کی اور پھر بار بار قادیان جانے لگے۔ جب حضورؑ کی طرف سے اشتہار شائع ہوا کہ 'استخارہ مسنونہ کے بعد اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے بیعت کے لئے اِذن ہو تو لدھیانہ آجائیں ورنہ نہ آئیں'۔ تو آپ نے بڑے الحاح اور سوز و گداز سے استخارہ کیا تو آواز آئی ''عبدالرحمٰن آجا''۔ چنانچہ 23 مارچ 1889ء کو آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حضورؑ نے آپ کو روزانہ دوسو مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس پر آپ نے تا وفات عمل کیا۔ حضورؑ نے اپنی کتب 'ازالہ اوہام'، 'آسمانی فیصلہ'، 'آئینہ کمالات اسلام'، 'تحفہ قیصریہ'، 'سراج منیر'، 'کتاب البریہ' اور بعض ارشادات (ملفوظات) میں اپنے خاص محبوں میں، جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے، چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؓ کی اکلوتی اولاد حضرت ڈاکٹر منشی عبدالسمیع صاحبؓ تھے جو خود بھی بزرگ ہستی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ ان کی پوتی تھیں جو 4 اور 5 جون 2007ء کی درمیانی شب لمبی بیماری کا صبر و ہمت سے مقابلہ کرتے ہوئے وفات پاگئیں۔

مکرمہ نعیمہ سعید صاحبہ نے قریباً 25 سال کا عرصہ میری رفاقت میں گزارا۔ بہت صابر و شاکر تھیں۔ کبھی تنگی ترشی کے حالات کا شکوہ زبان پر نہ لائیں۔ نہایت صاف گو تھیں۔ مزاج شناس تھیں۔ مہمانوں کی ضروریات، خواہشات کا خیال رکھتیں۔ صفائی ستھرائی کا بہت خیال رکھتیں۔ غریبوں کا بہت خیال رکھتیں اور صدقہ و خیرات بکثرت کرتیں۔

اللہ تعالیٰ پر توکل بہت تھا۔ میری بڑی بچی کی پیدائش کا موقع تھا۔ آپریشن ہونا تھا۔ فارم پر دستخط کرنے کے لئے ڈاکٹر نے مجھے دیا۔ میں کچھ متردد ہوا تو فوراً کہنے لگیں۔ اللہ پر توکل کر کے دستخط کر دیں۔ اکثر میں نے دیکھا کہ خدا پر توکل کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کا مان رکھتا اور خواہش کو پورا فرماتا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پہلی مرتبہ بیعتوں کا ٹارگٹ مقرر فرمایا تو اس وقت ہم چکوال میں تھے۔ مرحومہ اکثر دعوت الی اللہ کے لئے جاتیں اور خدا کے فضل سے بیعتیں بھی کروائیں۔ جب ربوہ شفٹ ہوئیں تو یہاں بھی دعوت الی اللہ ٹیم کے ساتھ باقاعدہ قریبی دیہات میں جاتیں اور خدمت خلق بھی کرتیں۔ دیہات میں فری میڈیکل کیمپ لگاتیں اور ہومیو دوائیں بھی دیتیں۔ جمعہ کے دن مسجد اقصیٰ میں بھی ضرورتمندوں کو طبّی امداد دینے کے لئے ڈیوٹی دیتیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ نے 'نصرت جہاں ہومیو کلینک' جاری کیا تو مرحومہ نے اس کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ شروع میں گھر سے دوائیاں لے جاتیں اور کلینک میں رکھتیں۔ نہایت ایثار و قربانی سے کام لیتیں۔ اپنے بچوں سے بھی کلینک کے لئے چندہ دلواتیں۔ دوسروں کو بھی تحریک کرتیں۔ کلینک کی مستحق اور غریب کارکنات کا بھی بہت خیال رکھتیں۔ کلینک کی انچارج مقرر ہوئیں تو بہت محنت اور ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا کرتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت آپ کا جنازہ غائب پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں آپ کے جنازہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ''دوسرا جنازہ نعیمہ سعید صاحبہ اہلیہ ملک سعید احمد رشید صاحب مربی سلسلہ کا ہے۔ ان کے دادا، پڑدادا یہ سب صحابہ تھے۔ ...... علاوہ واقف زندگی کی بیوی ہونے کے ان کی لجنہ میں بھی کافی خدمات ہیں۔ لجنہ ہومیو کلینک انہوں نے بڑی اچھی طرح چلایا اور اپنی بیماری کے باوجود بڑی ہمت اور محنت سے کام کرتی رہیں۔ ان کی تقریباً جوانی کی ہی عمر تھی۔ یہ 49 سال کی عمر میں فوت ہوگئیں۔ ان کے بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی صبر دے اور ان کی دعائیں اپنے بچوں کیلئے قبول فرمائے۔ ان کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔''

مرحومہ نے اپنی یادگار دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے ہیں۔ اپنے بچوں کی تربیت بہت اعلیٰ رنگ میں کی۔ انہیں ترجمۃ القرآن سکھایا اور زمانہ کی اونچ نیچ سے واقف کیا۔ بیٹا عزیزم عامر سعید احمد واقف نو ہے جامعہ احمدیہ میں طالب علم ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر140)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جون، جولائی 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چند واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

تحفظِ ختمِ نبوّت کورس

روزنامہ 'الشرق انٹرنیشنل' نے اپنی 20/ جون 2014ء کی اشاعت میں یہ لکھا کہ سالانہ تحفظِ ختمِ نبوّت کورس 23/ جون کو 'مسلم کالونی' چناب نگر (ربوہ) میں شروع ہوگا۔ اس تنظیم کے مرکزی خطیب ملّاں غلام مصطفیٰ کی طرف سے یہ اعلان بھی شائع کیا گیا کہ اس کورس میں شامل ہونے والوں کی تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک ہونی چاہیے۔ نیز یہ کہ اس کورس میں انہیں کاغذ، قلم، رہائش کے علاوہ نقد وظیفہ اور کتب کا ایک سیٹ بھی دیا جائے گا۔ اس کورس میں شامل ہونے والے وہ لوگ جو کورس کو پاس کریں گے انہیں اعزازی اسناد دی جائیں گی جبکہ امتحان میں پوزیشن لینے والوں کو مزید کتب اور نقدی انعام کے طور پر دی جائے گی۔

کچھ عرصہ قبل ہمیں یہ مصدقہ اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ ایسے کورسز کے اختتام پر شاملین میں سے بعض لوگوں کو احمدیوں پر حملے کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور ان کی باقاعدہ دہشتگردی کی تربیت دینے کے لئے چن لیا جاتا ہے۔

ایک جھوٹا مقدمہ

گوجرانوالہ: گزشتہ کسی رپورٹ میں اس امر کا ذکر کیا گیا تھا کہ گوجرانوالہ کے علاقہ کلّر آبادی میں احمدیوں نے اپنے نماز سنٹر میں ایک خاص دن کی مناسبت سے سیمینار کا اہتمام کیا تھا۔ اس پر اس علاقہ میں رہنے والی 'بٹ فیملی' سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے کہ جس کا اس نماز سنٹر کے احمدی مالک سے جائداد پر کوئی تنازعہ چل رہا تھا اس تقریب کو بنیاد بناتے ہوئے تین احمدیوں کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کروا دیا تھا۔

اس کے بعد اس نماز سنٹر کے چوکیدار مبشر احمد کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جبکہ عدالت میں حاضری کے موقع پر دیگر دو احمدیوں خالد محمود اور جاوید احمد کی ضمانت قبل از گرفتاری ضبط کر کے حوالۂ پولیس کر دیا گیا تھا۔

اس پر خالد محمود اور جاوید احمد کی جانب سے ضمانت کے لئے ایک پٹیشن جوڈیشل مجسٹریٹ ضمیر حسین کی عدالت میں دائر کی گئی۔ جج مذکور نے اس پٹیشن کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ ان دونوں پر لگائے جانے والے الزامات مبشر احمد پر لگائے جانے والے الزامات سے مختلف نہیں۔ اس لیے انہیں بھی ضمانت پر رہا نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جج مذکور کو مبشر احمد پر لگائے جانے والے الزامات کو بغور دیکھنا چاہیے تھا۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہوئے میرٹ پر فیصلہ کرتا تو یقیناً وہ ان تینوں احمدیوں کو اس الزام سے باعزت بری قرار دے دیتا۔

بعد ازاں ان کی ضمانت کے لئے سیشن کورٹ سے رجوع کیا گیا جہاں اس مقدمہ کی سماعت مورخہ 9/ جولائی کو ہوئی۔ وکیلِ استغاثہ نے ایک عجیب و غریب دلیل عدالتِ عالیہ کے سامنے پیش کی۔ اس نے کہا کہ چونکہ یہ تینوں احمدی 'توہینِ رسالت' کے مرتکب ہوئے ہیں اس لیے ان پر قائم کیا جانے والا مقدمہ ناقابلِ ضمانت ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدمہ 'امتناعِ قادیانیت' آرڈیننس کی ایک شِق کے تحت قائم کیا گیا تھا نہ کہ 'توہینِ رسالت' کی دفعہ کے تحت۔ وکیلِ استغاثہ کے استدلال پر ابھی حیرانی کم نہ ہوئی تھی کہ جج صاحب نے اس انتہائی بودی اور بے بنیاد دلیل کو 'درست' تسلیم کرتے ہوئے احمدیوں کی ضمانت کی اس درخواست کو بھی خارج کر دیا۔

اب ان تینوں کو اس سراسر بے بنیاد اور جھوٹے مقدمے میں ضمانت حاصل کرنے کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑے گا۔

دروغ گوئی اور کذب بیانی: ملّاں کا طرۂ امتیاز

لاہور؛ 24/ جون 2014ء: روزنامہ 'اسلام' نے اپنی 24/ جون کی اشاعت میں مفتی محمد معاویہ اسماعیل مانکوٹی نامی ایک ملّاں کی ایک ایسی تحریر کو شائع کیا جس میں ایک 'قصہ' ایک 'کہانی' کو حقیقت کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس تحریر کو غور سے پڑھنے اور اس کا تجزیہ کرنے کے بعد قاری کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ تحریر 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' میں جھوٹ، دروغ گوئی، اور غیر ذمہ دارانہ گفتگو کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان میں غلط فہمیاں اور خوف پھیلانے کی ایک 'اعلیٰ' مثال ہے۔ اس ڈرامائی کہانی کا آغاز کچھ ایسے ہوتا ہے،

'اچانک کلاس کسی کی اونچی اونچی سسکیوں سے گونجنے لگی۔ اس پر لیکچر دینے والے سر شفیق اور دوسرے طلباء کی توجہ اس جانب مبذول ہوگئی اور سر شفیق لیکچر دیتے دیتے اچانک خاموش ہو گئے۔'

اس کے بعد کہانی نویس نے لکھا کہ یہ واقعہ کسی شہر کے سب سے مشہور سائنس کالج میں پیش آیا۔ سر شفیق ایک 'بہت نیک' ٹیچر تھے۔ معمول کے مطابق 'وہ قرآن کریم کی ایک آیت کی تشریح بیان کر رہے تھے جب......'

'ٹیچر نے ختمِ نبوّت پر بات کرنا شروع کی۔ بات کرتے کرتے سر شفیق نے اس معاملہ کو بہت کھول کھول کر طلباء کے سامنے بیان کرنا شروع کیا اور اس بارے میں پاکستانی 'مسیلمہ کذاب' کی طرف سے بیان کردہ جھوٹے دلائل کی حقیقت بیان کرنے لگے۔ کلاس میں بیٹھے سٹوڈنٹس میں سے بعض یہ باتیں پہلی مرتبہ سن رہے تھے۔ سر شفیق نے تفصیل کے ساتھ تمام قادیانی پراڈکٹس کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ غیرتِ اسلامی کا تقاضا ہے کہ کوئی مسلمان ان چیزوں کو کبھی استعمال نہ کرے۔'

'شہر کے سب سے مشہور ''سائنس'' کالج' میں اس قسم کا لیکچر ہونا اس تحریر کے صحت پر بجائے خود ایک سوالیہ نشان ہے!

خیر یہ کہانی چلتی چلتی ایک ایسے موڑ پر پہنچتی ہے جہاں پر کلاس کے ایک کونے سے ایک طالب علم کی سسکیوں کی آواز آنے لگتی ہے۔ چنانچہ کچھ دیر بعد وہ طالبعلم بآوازِ بلند رونے لگا۔ 'اس پر سر شفیق بھی رونے لگے اور انہوں نے رومال نکال کر اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔ جب تمام طلباء کی توجہ اس طالبعلم (محمد زین) پر تھی تو وہ کھڑا ہو کر اپنی کہانی سنانے لگا۔

مختصر طور پر اس کی کہانی کچھ یوں تھی کہ اس کی پیدائش ایک 'قادیانی' خاندان میں ہوئی۔ اس کے والد اور چچا دونوں احمدی مربی تھے۔ جب وہ چھوٹا تھا تو گلی محلے کے دوسرے (غیر احمدی) بچے اس سے نفرت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے دونوں 'مذاہب' کے بارے میں تحقیق کرنا شروع کی۔

زین کے مطابق (یا یوں کہنا چاہیے کہ مفتی معاویہ کے ذہنی اختراع کے مطابق) 'کچھ مہینے پہلے میرے والد اور چچا ایک تبلیغی دورے پر کہیں گئے۔ راستے میں ان کو ایک خوفناک حادثہ پیش آیا۔ میرے چچا اس ایکسیڈنٹ میں جانبر نہ ہو سکے جبکہ میرے والد کی زندگی بمشکل بچی لیکن ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ ہمارے گھر میں اس بات کو لے کر کافی واویلا کیا گیا۔ میرے چچا کی میت کو گھر لایا گیا۔ ہر کوئی اداس تھا۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے چچا کے کفن کے نیچے کچھ حرکت ہوئی ہے۔ پہلے تو مجھے یوں لگا کہ یہ میرا خیال ہے لیکن بعد میں جب میں نے اپنے چچا کے چہرے سے کفن ہٹایا تو میں اپنے ہوش و حواس کھونے لگا۔ ہر کوئی جو وہاں موجود تھا وہ بھی ڈر گیا اور ہم نے دیکھا کہ میرے چچا کا چہرہ تبدیل ہو کر ایک 'خنزیر' (نعوذباللہ مِن خرافاتِ الشیاطین) کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی شکل بالکل اسی کی طرح ہوگئی۔ اب کوئی بھی ان کے پاس جانے کو تیار نہ تھا۔ چنانچہ ہم نے باہر کے کچھ لوگوں کو بلوا کر ان کی لاش کو ایک گڑھے میں بغیر غسل و کفن کے دبوا دیا۔

اگلے دن میرے والد کے زخموں سے بڑے بڑے کیڑے نکلنا شروع ہو گئے گویا کہ وہ ان کے جسم کے اندر سے نکل رہے ہوں ...... اس پر میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ مانیں یا نہ مانیں ہم غلط ہیں اور اب میں مزید اس جھوٹے مذہب کا حصہ نہیں رہ سکتا۔ میں اسلام قبول کرنے لگا ہوں۔ چنانچہ کرتے کرتے میرا پورا خاندان مسلمان ہو گیا۔ اس پر میں نے نعرہ لگایا: 'ختمِ نبوّت' اور سب نے مل کر کہا 'زندہ باد'۔

یہ من گھڑت کہانی جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے خلاف ان ملاؤں کی طرف سے کیے جانے والے جھوٹے اور بے بنیاد اور انتہائی لغو پراپیگنڈا کی صرف ایک جھلک ہے! اور اس کو یہاں پر درج کر دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ شاید اسے پڑھ کر عقل و فہم رکھنے والے لوگ اس بات کو سمجھ سکیں کہ آج اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا یہ ملّاں ہی ہے جو بظاہر اسلام کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے لیکن دراصل انتہائی اعلیٰ، پاکیزہ، عام فہم اور مطہر اسلامی تعلیمات کے دامن کو جھوٹ اور دیومالائی قصوں کا سہارا لے کر ایسا تار تار کرنے میں مگن ہے کہ خدا کی پناہ!

ویسے تو یہ واقعہ اپنے جھوٹ کا آپ ثبوت ہے لیکن پھر بھی اس واقعہ پر کی جانے والی کسی بھی قسم کی ممکنہ تحقیق سے بچنے کے لیے مفتی معاویہ نے کمال چالاکی سے اس کہانی میں:

۔نہ تو اس شہر کا نام بتایا ہے جہاں کے 'سب سے مشہور سائنس کالج' میں یہ واقعہ پیش آیا۔

۔نہ اس لڑکے کے والد اور چچا کے ناموں کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ یہ سب ماجرا گزرا۔

۔نہ اس کالج کا نام لیا گیا جس میں یہ لیکچر دیا جا رہا تھا اور محمد زین نامی کردار نے اپنی کہانی سنائی۔

۔نہ اس شہر کا نام بتایا گیا ہے جہاں پر اس طالبعلم کی فیملی نے 'اسلام' قبول کیا۔

۔اور نہ ہی کوئی تاریخ، کوئی مہینہ یا کوئی سال بتایا گیا ہے جس میں یہ واقعہ رونما ہوا۔

دوسری جانب یہ بات یہاں پر واضح طور پر لکھ دینا مناسب ہوگا کہ جماعت احمدیہ کی ایک سو پچیس سالہ تاریخ میں کسی مبلّغ سلسلہ کے ساتھ اس طرح کا کوئی بھی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اس کہانی کے راوی 'مفتی معاویہ' کا فرض ہے کہ اس میں بیان ہونے والے واقعات کی سچائی کے ثبوت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے سامنے اسلام قبول کرنے والے کردار محمد زین اور اس کے مربی والد کو پیش کر دے تا کہ دنیا مزید کسی 'دھوکے' میں نہ رہے۔

جھوٹا الزام

بدوملہی، ضلع نارووال؛ جون 2014ء: ایک گروپ نے جو اپنے آپ کو 'شیرانِ اسلام' کہتا ہے 21/ جون کے دن بدوملہی میں 'ختمِ نبوّت' کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے علاقہ بھر میں پوسٹرز آویزاں کر دیے۔

بعض نامعلوم افراد نے فساد پھیلانے کی غرض سے ان میں سے بعض پوسٹروں کو پھاڑ دیا۔ جلسہ کی انتظامیہ نے اس کا الزام ایک احمدی عبدالشکور پر لگا دیا۔ عبدالشکور یہاں کے بازار کا چوکیدارا کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان دیا کہ نہ تو انہوں نے خود اس پوسٹر کو پھاڑا ہے اور نہ کسی کو پھاڑتے دیکھا ہے۔

مخالفینِ احمدیت نے ان کے اس بیان کو ماننے سے انکار کر دیا اور 27/ جون کے دن تین بجے بعد دوپہر اہلِ سنّت مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص حاجی ظفر کے پاس ایک پنچایت رکھی گئی۔ احمدی بھی اس میں شامل ہوئے۔ اگرچہ عبدالشکور پر یہ الزام کسی بھی صورت ثابت نہیں ہوتا تھا اس کے باوجود غیر احمدی پارٹی نے مطالبہ کیا کہ انہیں 'جوتے مارے جائیں'! احمدیوں نے اس انتہائی نامعقول اور گھٹیا مطالبے کو ماننے سے سراسر انکار کر دیا کیونکہ عبدالشکور اپنے اس بیان پر حلف لینے کو تیار تھے۔

بہرحال مخالفین نے عبدالشکور کی بابت اس بات کی اجازت تو نہ دی کہ وہ قرآن کریم یا کلمہ پڑھ کر قسم کھائیں ہاں اس شرط پر راضی ہوئے اگر وہ (حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) کی تصویر اپنے ہاتھ میں لے کر قسم کھالیں تو پھر ان کی بات پر یقین کیا جاسکتا ہے۔

احمدی عام طور پر ایسا کرتے تو نہیں لیکن علاقہ میں امن و امان کی صورتحال اور موقع کی نزاکت کے پیشِ نظر عبدالشکور کو ویسے ہی بیان دینا پڑا جیسے کہ شرط رکھی گئی تھی۔ اس پر یہ معاملہ سرِ دست ٹل گیا ہے۔

احمدیوں کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کو جان کر ایک آدمی اندازہ کر سکتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے 'مسلمان' احمدیوں کے خلاف کارروائیاں کرنے، انہیں تکلیف پہنچانے اور ان کے مال و اسباب پر اپنا حق جتانے کے لئے 'دروغ گوئی اور جھوٹ' سے کام لینے سے بھی باز نہیں آتے۔ جبکہ مومنین کے لئے قرآن کریم کا ایک کھلا کھلا حکم موجود ہے کہ 'اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو!

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

چین کے ساتھ اسلام کے ابتدائی روابط

مکرم ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق خلیل صاحب کا ایک مقالہ انگریزی رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' اپریل 1992ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کا ترجمہ مکرم محمد ادریس چودھری صاحب کے قلم سے ماہنامہ ''النور'' امریکہ جون و جولائی 2010ء میں شائع ہوا ہے۔

اسلام کی اوّل ترین صدیوں کا جو چینی ریکارڈ پایا جاتا ہے، اس میں اسلام کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔ "Annals of Kawangtung" میں چین میں مسلمانوں کی آمد کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ''T'ang خاندان کے ابتدائی ایّام میں انام کی سلطنت اور کمبوڈیا اور مدینہ اور کئی دوسرے ممالک سے اجنبی لوگوں کی ایک بڑی تعداد کینٹن (Canton) میں وارد ہوئی۔ یہ اجنبی لوگ عرش (بہ الفاظِ دیگر خدا) کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے عبادت خانوں میں بتوں، مجسموں یا عکسی تصاویر کی ممانعت تھی۔ مدینہ کی سلطنت ہندوستان کے قرب و جوار میں ہے۔ اسی سلطنت سے ان اجنبیوں کے مذہب کا آغاز ہوا تھا۔ جو بدھ مت سے جداگانہ ہے وہ لحم الخنزیر نہیں کھاتے۔ شراب نوشی نہیں کرتے۔ غیر ذبیحہ جانور کے گوشت کو ناپاک متصور کرتے ہیں''۔

اس رپورٹ میں اس بات کو سراہا گیا ہے کہ وہ بڑے متموّل لوگ تھے اور اپنے درمیان انتخاب شدہ سربراہ کی تابعداری کرتے تھے۔

فارس کے ایک بادشاہ فیروز نے عربوں کے خلاف جنگ کے لئے چین سے مدد مانگی تھی۔ لیکن شہنشاہ چین کا جواب یہ تھا کہ فارس بہت دُور دراز ہے اس لئے مطلوبہ افواج نہیں بھجوائی جاسکتیں۔

651ء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد چین کا ایک سفارت کار وطن واپس روانہ ہوا تو آپؓ نے اس کی معیت میں ایک عرب جرنیل بھی بھجوایا۔

703ء سے 715ء تک ولید حکمران تھا۔ ان ایام میں مسلمان جرنیل ہندوستان کی طرح سپین کو بھی روانہ ہو رہے تھے۔ جبکہ خراسان کے مسلمان گورنر نے Oxus کو عبور کر کے بخارا، سمرقند، اور نواحی شہروں کو زیرِنگیں کرلیا۔ بعدازاں اُس نے سلطنتِ چین کی مشرقی سرحدوں تک اپنی فتوحات کو پہنچادیا جس کے نتیجہ میں چین اور اُمیّہ خلفاء کے درمیان بین الحکومتی تعلقات کا آغاز ہوا جو عباسی خلفاء کے زمانہ تک جاری رہے۔ عربوں اور چین کے مابین یہ تعلقات زیادہ تر تجارتی اور بین الحکومتی نوعیت کے تھے۔ قریباً 1257ء میں بغداد میں بنوعباس کی مسلم حکومت کو منگولوں نے تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا تھا۔ اسی عرصہ میں اگرچین کے شہری کارندے وسط ایشیا میں آباد ہوچکے تھے تو عرب اور وسط ایشیا کے مسلمان چین میں آباد ہونے لگ گئے تھے۔ خواہ وہ تاجر، صناع، سپاہی یا پھر جنگی قیدی ہی کیوں نہ تھے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ منگولوں نے بغداد کی عباسی خلافت پر بڑی ہی بے رحمی سے حملے کئے تھے۔ لیکن بعد میں وہی مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ چین نے ان منگولی حکمرانوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کر رکھا تھا۔ ان برسرآوردہ مسلمانوں کو چین میں پُرامن ذرائع سے اشاعتِ اسلام میں نمایاں طور پر کامیابی نصیب ہوئی۔ اگرچہ ایک لحاظ سے اس میں اہلِ چین سے باہمی شادیوں کا بھی عمل دخل تھا۔ مشہور عرب سیاح اور مؤرّخ ابنِ بطوطہ نے چودھویں صدی عیسوی میں چین کے کئی ساحلی قصبوں اور شہروں کا دورہ کیا جہاں مسلمانوں نے اس کا دلی خیرمقدم کیا۔ اُس نے لکھا کہ وہاں مسلمانوں نے اپنی مساجد بنارکھی ہیں اور ان کو اہلِ چین عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

رفتہ رفتہ ازمنہ وسطیٰ کے اواخر تک مسلمانوں کی آبادی اہلِ چین کی مقامی کمیونٹی میں مدغم ہوگئی۔ اسی اثناء میں چین کے شہنشاہوں اور تیموری شہزادوں کے درمیان سفارتکاروں کا باہمی تبادلہ ہونا شروع ہوگیا۔ سرٹامس آرنلڈ نے اپنی کتاب "Preaching of Islam" میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے، جس سے مسلمان علماء اور عمائدین کی پُرجوش تبلیغی رُوح کی غمازی ہوتی ہے:

یہ 1412ء کی بات ہے کہ وسط ایشیا کے بادشاہ شاہ رُخ بہادر کے سمرقند کے دربار میں اہلِ چین کی ایمبیسی کا قیام عمل میں آیا۔ تو اس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے خطوط میں اہلِ چین کے نام قبول اسلام کی دعوت کو شامل کردیا۔ اس نے چینی سفراء کی واپسی پر ان کے ہمراہ اپنے ایلچی کے ہاتھ دو خطوط روانہ کئے جن میں سے ایک عربی اور دوسرا فارسی میں تھا۔ فارسی میں مرقوم خط میں یہ بھی درج تھا کہ: ''کچھ عرصہ گزرا چنگیز خان نے مسلّح افواج تیار کر کے اپنے بعض جیالوں کو مختلف اطراف میں بادشاہوں اور ممالک کو روانہ کیا۔ جیسے جوجی خان (Juji Khan) کو Sary کی سرحد پر اور کریم (Qarim) کو دشتِ کف چک کی طرف۔ اس کے نتیجہ میں بعض حکمران مسلمان ہوگئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پیروکار بن گئے۔ ان حکمرانوں میں ازبیک خان، چانی (Chani) خان اور عرس خان شامل تھے۔ جن دنوں میں ہلاکو خان خراسان، فرات اور اس کے نواحی ملکوں پر لمن الملک کی کوس بجا رہا تھا تو اس کے جانشین بننے والے بعض بیٹوں نے اپنے دلوں میں شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے لئے جگہ پائی اور مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ مثال کے طور پر راستباز بادشاہ غازان، اور اُل جے تو سلطان اور خوش نصیب بادشاہ ابوسعید بہادر جن کے بعد میرا معظم باپ تیمور گُرگن تخت کا جانشین بن گیا۔ اُس نے اپنے ماتحت تمام ممالک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نفاذ کیا۔ اور اس کے تمام تر عہدِ حکومت میں اسلامیان بدرجہ اتم خوشحالی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ اب جبکہ خداتعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے خراسان، فرات، اور ماوراءالنہر وغیرہ کی سلطنت میری تحویل میں ہے تو ساری کی ساری سلطنت میں انتظام و انصرام نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص شریعت سے سرانجام پا رہا ہے۔ راستبازی واجب اور سیاہ کاری ممنوع ہے۔ لہٰذا چنگیز خان کی رسومات کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔''

ان تاریخی خطوط کو ریکارڈ میں لانے کے بعد سرٹامس آرنلڈ یوں رقمطراز ہیں: یہ بات انہونی ہے کہ ان خطوط نے اس بات کو بعد میں ضرب المثل بنا دیا کہ چین کے بادشاہوں میں سے ایک نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کرلیا تھا۔ اس بات کا حوالہ ہمیں مسلمان تاجروں کے علاوہ سیّد علی اکبر سے بھی ملتا ہے جس نے پیکنگ میں پندرھویں صدی کے آخری اور سولہویں صدی کے ابتدائی حصہ کے کئی سال گزارے تھے۔ کان جان خو کے شہر میں تیس ہزار سے بڑھ کر مسلمان خاندانوں کی آبادی تھی۔ وہ ٹیکسوں سے مستثنٰی تھے۔ وہ بادشاہ کی عنایات سے مسرور تھے جس نے انہیں عطیۃً زمینیں دے رکھی تھیں۔ وہ اپنے مذہب کی اتباع میں مکمل رواداری سے شاداں و فرحاں تھے۔ اہلِ چین ان کے مذہب کو بہ نظر استحسان دیکھتے تھے۔ مذہب میں تبدیلی اختیار کرنے کی کھلی اجازت تھی۔ دارالحکومت میں ہی چار جامع مساجد پائی جاتی تھیں۔ اور سلطنت کے صوبوں میں مزید نوّے مساجد موجود تھیں۔ ان تمام مساجد کی تعمیر کے اخراجات کا متحمل بادشاہ ہوا تھا۔

محترم چوہدری محمد صدیق صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 نومبر 2010ء کی خبر کے مطابق محترم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ مورخہ 6 نومبر 2010ء کو وفات پاگئے۔ آپ محترم چوہدری محمد شریف صاحب مربی سلسلہ بلاد عربیہ و گیمبیا و استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

آپ دسمبر 1915ء میں موضع جھنگڑ کلاں ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم چوہدری عبدالرزاق صاحب بھٹی جون 1918ء میں وفات پاگئے تھے جبکہ آپ صرف اڑھائی برس کے تھے۔ انہوں نے 1906ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریری بیعت کی تھی۔ آپ کی والدہ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ حضرت منشی محمد وزیرالدین صاحبؓ آف مکیریاں ضلع ہوشیارپور کی بیٹی تھیں جنہوں نے 1892ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی سعادت حاصل کی تھی۔

آپ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوگئے اور 1935ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کے امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ بعدازاں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ 1938ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور زندگی وقف کردی۔ 1960ء میں بی اے کیا۔ پھر لائبریری سائنس میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ 1964ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی پہلی عربی کلاس میں شمولیت کرکے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ 1965ء میں یونیورسٹی کی طرف سے M.O.L کی ڈگری حاصل کی۔

نوجوانوں کی تربیت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے 1931ء میں احمدیہ کور قائم کی آپ اس کے ممبر تھے۔ 1934ء میں نیشنل لیگ قائم ہوئی تو آپ اس میں دارالرحمت قادیان کے نوجوانوں کے دستہ کے افسر کمانڈر بنے۔ 1938ء میں خدام الاحمدیہ کے قیام پر ابتدائی دس ممبران میں شامل ہوئے اور معتمد، ایڈیٹر خالد اور قائمقام صدر کے طور پر خدمت کی سعادت پائی۔ 1947ء میں ہجرت کے موقع پر خواتین مبارکہ کے قافلہ کے ساتھ پاکستان آئے۔ لاہور میں صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ بھی ابتدائی ممبر نامزد ہوئے۔ 1948ء میں فرقان بٹالین میں شرکت کی۔ ربوہ کی سرزمین کے افتتاح کے موقع پر خیموں اور چھولداریوں کا انتظام آپ کے ذمہ تھا چنانچہ سرزمین ربوہ پر اپنے ہاتھ سے چھولداریاں لگا کر پہلی رات بسر کرنے کی توفیق پائی۔ نیز جو چار بکرے اس موقع پر ذبح کئے گئے ان میں سے ایک بکرا آپ نے ذبح کیا تھا۔

1952ء میں آپ کو انچارج خلافت لائبریری ربوہ مقرر کیا گیا اور 25 جولائی 1998ء تک مسلسل 46 سال یہ خدمات باحسن ادا کرتے رہے۔ آپ کے دَور میں لائبریری نے خاطر خواہ ترقی کی۔ 1952ء سے 2009ء تک مجلس افتاء کے ممبر رہے۔ جامعہ احمدیہ میں تاریخ کے استاد کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ 1965ء تا 1973ء بطور صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ خدمات کی توفیق پائی۔ 1952ء تا 1983ء دارالرحمت شرقی ربوہ کے صدر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 1952ء تا 1983ء جلسہ سالانہ کے موقع پر ناظم تصدیق پرچی خوراک مقرر رہے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ صفیہ ثاقب صاحبہ بنت مکرم حکیم محمد جمیل خان صاحب 1998ء میں وفات پاگئی تھیں۔ اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں جن میں مکرم رشید احمد صاحب کارکن نظارت زراعت ربوہ، مکرمہ نعیمہ حمید صاحبہ سابقہ ہیڈمسٹریس نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ اور مکرمہ سلیمہ قمر صاحبہ مدیرہ مصباح شامل ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 ستمبر 2010ء میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شمیم صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہر طبیعت میں ہے ہیجان خدا خیر کرے
آج انساں ہے پریشان خدا خیر کرے
میرے اعمال کے خاکے پہ یہ عنوان جچا
ہے فقط نام کا ایمان، خدا خیر کرے
ہم گرفتار ہوس، حرص و طمع کی تصویر
ہم بنے آج کے سلطان، خدا خیر کرے
پھول اک وجہ تزئین گلستاں ہی نہیں
گردشِ وقت کا اعلان، خدا خیر کرے
عارض وقت پہ کچھ یوں لکھا دیکھے ہُوں شمیم
آئے گا نوح کا طوفان، خدا خیر کرے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 ستمبر 2010ء میں شائع ہونے والی مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

زمانے کے حقائق کو نظر کے سامنے لاؤ
ادیبو! شاعرو! دانشورو ان سے نہ کتراؤ
ہر اک چہرے کے پیچھے ہے جو چہرہ سامنے آئے
مرے صورت گرو جو دیکھتے ہو سب کو دکھلاؤ
اگر افکار سچے ہیں تو پیکر جھوٹ کیوں بولیں
مقدس جان کر الفاظ کی توقیر بڑھاؤ
یہ دھرتی ماں ہے اس کے دودھ کا کچھ حق ادا کردو
اگر کچھ فیض پایا ہے اسے بھی فیض پہنچاؤ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 3, 2014 – October 9, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 3, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20 Inauguration Of Tahir Mosque: A reception held on the occasion of the inauguration of Tahir Mosque in Catford. Recorded on February 11, 2012.
02:15 Japanese Service
03:15 Tarjamatul Quran Class: Recorded on November 11, 1997.
04:20 Alif Urdu
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 234.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:45 Inauguration Of Baitul Wahid: Address delivered by Huzoor at the inauguration of Baitul Wahid Mosque in Feltham.
07:30 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi
14:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:15 Yassarnal Quran
14:30 Shotter Shondhane
15:45 Manasik-e-Hajj
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitul Wahid [R]
19:20 Real Talk
20:20 Deeni-O Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday October 4, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:10 Inauguration of Baitul Wahid
02:10 Friday Sermon: Recorded on October 3, 2014.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 239.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Jalsa Salana Canada Address: Recorded on June 29, 2008.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:50 Question And Answer session: Recorded on March 15, 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Shotter Shondhane
15:15 Hajj-e-Baitullah
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:30 Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday October 5, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Canada Address
02:30 Story Time
03:00 Friday Sermon: Recorded on October 3, 2014.
04:15 Hajj-e-Baitullah
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 240.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on February 24, 2013.
08:05 Faith Matters
09:05 Question And Answer Session: Recorded on April 13, 1996.
10:00 Live Asr-e-Hazir: A live talk show on a variety of contemporary issues and their possible solution in light of Islamic teachings.
11:00 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on August 23, 2013.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon [R]
14:05 Shotter Shondhane
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:20 Manasik-e-Hajj
16:55 Kids Time: A children's programme teaching various prayers, hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:25 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:35 Beacon Of Truth
20:40 Roots To Branches: A discussion programme about the history of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
21:10 Eid Celebrations
21:55 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday October 6, 2014

00:15 World News
00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:20 Roots To Branches
02:45 Friday Sermon: Recorded on October 3, 2014.
03:50 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 241.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 The Holy Kabah: A programme about the brief history of the Kabah and its origin.
07:00 Eid Qurban: A special children's programme about the origins of Eid-ul-Adha.
07:20 1 Minute Challenge
08:25 Magic Show: An entertaining Eid programme for children featuring a magic show.
08:50 Islami Mahino ka Ta'aruf
09:30 Live Eid Proceedings: Live Eid proceedings from Baitul Futuh Mosque, London.
10:00 Live Eid-ul-Adha Sermon
11:00 Live Eid Proceedings: Live Eid proceedings from Baitul Futuh Mosque, London.
11:40 Moshaira
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:40 Al-Tarteel
13:10 Al-Andalus
13:40 The Holy Kabah
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Malayalam Service
15:45 Magic Show
16:10 Repeat Eid Proceedings
16:40 Repeat Eid-ul-Adha Sermon
17:40 Repeat Eid Proceedings
18:35 1 Minute Challenge
19:40 Real Talk
20:35 Rah-e-Huda
22:10 Repeat Eid Proceedings
22:40 Repeat Eid-ul-Adha Sermon
23:40 Repeat Eid Proceedings

Tuesday October 7, 2014

0:25 Wonders Of Hajj
00:50 Al-Andalus
01:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:45 Magic Show
02:10 1 Minute Challenge
03:10 Kids Time: A children's programme teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:40 Repeat Eid Proceedings
04:10 Repeat Eid-ul-Adha Sermon
05:10 Repeat Eid Proceedings
05:45 Eid Qurban
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on February 24, 2013.
08:00 Alif Urdu
08:40 Australian Service
09:05 Question And Answer Session: Recorded on April 13, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 3, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00 Shotter Shondhane
15:00 Spanish Service
15:30 Asr-e Hazir
16:30 Press Point
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 3, 2014.
20:30 Alif Urdu
21:10 Press Point
22:10 Asr-e Hazir
23:15 Question And Answer Session [R]

Wednesday October 8, 2014

00:10 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:15 Noor-e-Mustafwi
02:30 Alif Urdu
03:15 Press Point
04:15 Ahmadiyya Medical Association
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 246.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 25, 2008.
08:05 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:05 Question And Answer Session: Recorded on March 15, 1998.
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on December 26, 2008.
14:00 Shotter Shondhane
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:40 Qisas-ul-Ambiyaa
16:30 Faith Matters
17:20 Al-Tarteel
17:55 World News
18:15 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Qisas-ul-Ambiyaa
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05 Kids Time
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 9, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Address
02:45 Qisas-ul-Ambiyaa
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 247.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
08:05 Beacon Of Truth
09:05 Tarjamatul Quran Class: Recorded on November 12, 1997.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakarah
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 3, 2014.
15:05 Hiyat -e- Masih
15:55 Persian Service
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque [R]
19:30 LIVE German Service
20:30 Faith Matters
21:25 Tarjamatul Quran Class
22:30 Alif Urdu
23:10 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 26 September , 2014 | Issue No. 39

’عالمگیر بے چینی کی وجہ اوراس کا علاج‘ کے موضوع پر مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب، ’تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات‘ کے موضوع پر مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں اور ’حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نصرت الٰہی کے وعدے اوران کا ظہور‘ کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی پُر مغز ٹھوس علمی و معلوماتی تقاریر۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسنادو میڈلز کی تقسیم

ہمارا احمدی ہونا ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ صرف ظاہری رنگ اور الفاظ میں ہی نہیں بلکہ حقیقت میں ہم رحمان خدا کے بندے بننے کی کوشش کریں۔ ہم میں سے ہر بچے، بوڑھے، عورت اور ہر مرد کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں ہر حالت میں میں نے سچ بولنا ہے۔ خاص طور پر احمدی عورتوں کو سچائی کے قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلانی چاہئے۔

(مستورات سے خطاب میں سورۃ الفرقان کی آیات کے حوالہ سے عبادالرحمان کے اوصاف اپنانے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی اہم نصائح)

مختلف معزز مہمانوں کے ایڈریسز۔ جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور خدمت انسانیت کے کاموں پر خراج تحسین۔ اس سال کے لئے Peace Prize کا اعلان

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے 48ویں جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح نمازِ فجر پڑھانے کے لئے جلسہ گاہ تشریف لائے اور نماز پڑھا کر واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

30/اگست 2014ء بروز ہفتہ (دوسرا اجلاس)

جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس ہفتہ کے روز 10 بجے صبح شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم عبدالباسط شاہد صاحب امیر جماعت و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اوراس کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم حافظ طیب صاحب نے حاصل کی۔ اس موقع پر سورۃ الشعراء کی آیات 1 تا 10 کی تلاوت کی گئی تھی۔ مکرم زبیر احمد صاحب بنگالی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام:

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

ترنّم سے پڑھا۔

☆...... اس اجلاس کی پہلی تقریر اردو زبان میں **مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب (ریسرچ سیل ربوہ)** کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان **’’عالمگیر بے چینی کی وجہ اور اس کا علاج‘‘** تھا۔

مقرر موصوف نے تقریر کے آغاز میں سورۃ الشعراء کی آیت 3 کی تلاوت کی اوراس کا ترجمہ پیش کرکے کہا کہ خدا کے ماموراور فرستادے ایسا دل رکھتے ہیں کہ وہ بنی نوع انسان کی ہر تکلیف اور دکھ دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ بے قرار دل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کی گواہی قرآن کریم میں دے دی۔ اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشقِ صادق مسیح آخر الزماں دنیا کے دکھوں کے ازالے کے لئے دنیا میں آئے ہیں۔

مقرر نے کہا کہ آج پوری دنیا میں بے چینی اور بیقراری چھا چکی ہے۔ اور دنیا کی مختلف طاقتوں کی طرف سے جو حل ان کے لیے پیش کیا جاتا ہے وہ مزید بے چینیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بے چینیوں کی وجہ آسمان سے نازل ہونے والے احکامات کو بھلانا ہے۔ اور چونکہ ان بے چینیوں کی وجہ زمینی نہیں اسی لیے اس کا علاج بھی زمین سے ممکن نہیں۔ مقرر موصوف نے کہا

مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب

کہ ’آج دنیا بھر کی بے چین اور دم توڑتی دکھی انسانیت کے لئے خوشخبری ہو کہ ان کا مسیحا ان کے پاس موجود ہے۔‘ اس کا حل حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حالیہ نصائح میں ہی ملتا ہے اور انہیں نصائح پر مشتمل ہی خاکسار کی آج کی تقریر ہے۔ موصوف نے بیان کیا کہ دنیا میں ہر ملک آج انفرادی اور قومی سطح پر امن قائم کرنا چاہتا ہے لیکن امن جو بظاہر قائم بھی کیا جاتا ہے اس کی بنیاد دراصل دیانت داری پر نہیں ہوتی۔ مسلسل انفرادی اور پھر بین الاقوامی سطح پر ذاتی مفاد کو دیانت اور انصاف پر ترجیح دی جارہی ہے۔

مبشر احمد ایاز صاحب نے بے چینیوں کی وجوہات کا ذکر کر کے اس امر کا ذکر کیا کہ کیا وجہ ہے کہ دنیا کی طاقتور اقوام دنیا میں حد سے بڑھی ہوئی غربت، ظلم اور ناانصافیوں کا کوئی حل تلاش نہیں کرتیں۔ جبکہ دوسری جانب اس بارے میں رہنما اصول حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ موجود ہے کہ امن کا قیام کرنے کے لئے اپنے دلوں کو نفرت سے یکسر خالی کردو اور اپنے مظلوم بھائی اور ظالم بھائی دونوں کی مدد کرو۔ جب پوچھا گیا، ظالم کی کس طرح مدد کریں تو آپؐ نے فرمایا: اسے ظلم سے روکو۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے بیان کیا کہ ایک اور چیز جو آج دنیا کے امن کو تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے یہ ہے کہ بعض لوگ اپنی ذہانت یا علمیت یا آزادی کے زعم میں بانیان مذاہب کی تضحیک کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ بات انسانی اقدار کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطاب سے ایک اہم حوالہ پیش کیا جس میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’کسی مذہب کے پیشوا کے خلاف بولنا نفرتیں پیدا کرتا ہے اور امن تباہ کرتا ہے آج دنیا پہلے ہی کئی مسائل میں گھری ہوئی ہے یعنی معاشی اور سماجی مسائل اس لئے ان کے ساتھ مذہبی مسائل کا اضافہ کرنا ہوشمندانہ فیصلہ نہیں ہے۔‘ مقرر موصوف نے کہا کہ آج دنیا میں امن و سکون کے قیام کے لئے یو این او کا قیام عمل میں لایا گیا ہے لیکن درحقیقت اس تنظیم کے سائے میں وہ سب کام ہو رہے ہیں جو دنیا کو تیسری جنگِ عظیم کی طرف تیزی سے لے جانے کا سبب بن رہے ہیں۔ یو این او کا حقیقی نقشہ قرآن کریم کھینچتا ہے اور اسی پر عمل کر کے ہم دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ دوسری جانب آج اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اس دنیا میں امن کے قیام کے لئے حقیقی تعلیم کا علمبردار ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں دنیا کو باہم بغض، خود غرضی، اَنا اور تکبر کی وجہ سے جو بڑے خطرات لاحق ہیں ان سے بچانے کی تدابیر بیان فرما رہے ہیں۔

مقرر موصوف نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطاب سے یہ الفاظ بھی دہرائے کہ ’’میں آپ سے عاجزانہ گزارش کرتا ہوں کہ ...... اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ دنیا کو اس مشکل سے آگاہ کریں جس کا سامنا آج دنیا کو کرنا پڑ رہا ہے ورنہ ہماری نسل کبھی بھی ایک روشن مستقبل نہیں دیکھ پائے گی اور ایک گہری سیاہ گمراہی میں پڑ جائے گی۔‘‘

مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج دنیا ایک شدید تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے جس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں میں ہمیں ملتا ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی بیعت اور اس کی اطاعت کے جوئے کے نیچے آئیں گے وہ اس آگ سے محفوظ رہیں گے۔

مقرر موصوف نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیش کی جانے والا مذہب اسلام جہاں ایک طرف مذہب کے معاملہ میں تشدّد کی قطعًا اجازت نہیں دیتا وہاں بین المذاہب امن کے قیام کے لئے ایک سنہری اصول پیش کرتا ہے کہ قرآن کریم کے ایک حکم کے مطابق ہم سب کو مل کر باہم مشترک باتوں میں اکٹھے ہو جانا چاہیے۔

مقرر موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں